یہہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شایع ہوتا ہے

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً دینی و دنیاوی خدمات کرنا

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت ہر حال پیشگی آنی چاہئے

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ محمد واپس ہونگے

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے۔ اور ناپسند مضامین محصولڈاک آنے پر واپس ہوسکیں گے

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم داشتن

اخبار
اہلحدیث
امرتسر

نمبر
جلد (۱۲)

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ	؎
روساء و جاگیرداران سے 〃	للعہ
عام خریداران سے 〃	ہے
〃 〃 ششماہی	۱عہ
ممالک غیر سے سالانہ ۵ شلنگ ۴ پنس	
〃 〃 ششماہی ۳ شلنگ	

اُجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتا ہے۔ جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولانا ابوالوفا ثناءاللہ صاحب (مولوی فاضل) مالک و اڈیٹر اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئے۔

امرتسر۔ مورخہ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۱۵ء بروز جمعہ

مذاکرہ علمیہ نمبر ۳

(اہلحدیث)

بابت حدیث ترک صلوٰۃ

شکر کا مقام ہے۔ کہ اہلحدیث کے ناظرین اس قسم کے مذاکرات کو پسند کرتے ہیں۔ پہلا مذاکرہ ختم ہوا۔ دوسرا جاری ہے۔ میعاد ہر مذاکرہ کی تاریخ اشاعت سے دو ماہ تک مقرر ہے۔ آج تیسرا مذاکرہ اس لئے جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اہل علم کو فراغت نہ رہے۔ اور وہ علمی شغل میں لگے رہیں۔ جیسے وہ زبان سے اشاعت علوم کرتے ہیں۔ قلم سے بھی کریں۔

اس قسم کے مذاکرات کی تخصیص کوئی اڈیٹر کی ذات خاص سے نہیں۔ بلکہ جیسا کئی ایک مرتبہ اعلان ہوا ہے۔ کہ اخبار قوم کا ہے۔ قوم ہی اس کی مالک ہے۔ اور یہ قوم کی کمائی کا آئینہ ہے۔ ہر ایک فرد قوم اس کے ہر ایک نیک و بد میں شریک ہے۔ لہذا اور اہل علم بھی کسی مسئلہ کو مذاکرہ میں لانا چاہیں۔ تو بڑی خوشی سے لاسکتے ہیں۔ چنانچہ آج کے پرچہ میں مولوی ابراہیم صاحب کا ایک مضمون بصورت مذاکرہ درج ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ)	آدمی کے اور کفر کے درمیان ترک نماز ہے

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ نماز کے پڑھنے سے آدمی کفر میں پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں (آدمی اور کفر) کے درمیان ترک صلوٰۃ ہے جب نماز پڑھلی۔ تو ترک نہ رہا۔ حالانکہ ترک نماز ہی دونوں کے مابین حائل تھا۔

اہل علم سے درخواست ہے۔ کہ اصل موضوع پر لکھا کریں۔ اس حدیث کے متعلق سوال صرف اس کے مفہوم سے ہے۔ اس سے نہیں کہ ترک نماز کفر ہے یا نہیں۔ اس لئے اصل موضوع ہی پر لکھنا چاہئے

مذاکرہ علمیہ نمبر ۴

(از اہلحدیث)

قابل توجہ علماء ابرار

متعلق نکاح زوجۂ مفقود الخبر

(از جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی)

جوں جوں لوگوں کے اخلاق و عادات بگڑتے جاتے ہیں تمدنی معاملات اور خانگی تعلقات کی صورت بھی بگڑ جاتی ہے۔ دماغی روشنی اور علمی ترقی تو بیشک بہت ہے لیکن عملی حالت جس کا مدار قلبی صلاحیت پر ہے۔ بہت پستی میں ہے۔ خصوصاً مسلمان جنہوں نے زمانہ شناسی و مصلحت بینی کے ساتھ ہی اپنی مذہبی حالت کو بھی کمزور کردیا ہے۔ اخلاق میں بہت گرگئے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت کے مقاصد میں سے بڑا مقصد یہ قرار دیتے ہیں۔ کہ میں مکارم اخلاق کے پورا کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ اور نیز فرماتے ہیں خیرکم خیرکم لاھلہ (ترمذی) یعنے تم میں

گلزار احمدی { پنجابی نظم میں معارج النبوت کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ تین جلدیں۔ قیمت ؎ مینجر

کا بہتر وہ ہے۔ جو اپنے اہل سے نیک سلوک کرتا ہے۔

اور نیز بقر عید کے دن مقام منےٰ میں جو مجمع عام میں آپ کا آخری وعظ تھا۔ اس میں آپ نے فرمایا تھا۔ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا (بخاری) یعنے میری نصیحت کو جو عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے متعلق ہے۔ بدل قبول کرو۔

اور نیز فرمایا۔ اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ (ترمذی) یعنے کامل الایمان مومنوں میں سے وہ ہے۔ جو اخلاق میں اچھا ہو۔ اور تم میں کے بہتر وہ ہیں۔ جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہیں۔

اس تمہید کے بعد معروض ہے کہ زمانہ کی ایسی بری حالت کے وقت بعض ناعاقبت اندیش بے غیرت۔ نااہل لوگ اپنی جوان بیویوں کو گھر ہی میں چھوڑ کر ایسے روپوش ہو جاتے ہیں کہ نہ تو کبھی خرچ بھیجتے ہیں۔ اور نہ خط لکھتے ہیں۔ اور کسی ایسے دور و دراز علاقے میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں سے انکی کوئی بھی خبر زندگی یا موت کی نہیں آتی۔ اور بعض ان دوسرے علاقوں ہی میں نکاح کرکے وہیں کے ہو رہتے ہیں۔ ان کی کس مپرس بیویاں تنہائی اور فقر وفاقہ سے ایسی تنگ آجاتی ہیں کہ پناہ بخدا بعض وقت عصمت کو بھی داغ لگ جاتا ہے اور بہت برے واقعات رو دکھاتے ہیں۔ خاکسار کے پاس جسقدر معاملات بذریعہ عدالت یا بطور خود رجوع لاتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ طلاق ثلثہ اور مفقود الخبری کے واقعات ہوتے ہیں۔ جس سے دلپر نہایت گہرا اثر پڑتا ہے۔ کہ مسلمان عورتوں کے حق میں بہت کچھ فروگذاشت کرتے ہیں۔

اس بارے میں مذہب حنفی کا جو عام فتوے ہے خود متاخرین حنفیہ نے اس کی مشکلات کو تسلیم کرکے امام مالک رضہ کے فتوے پر فتوے دینا جائز قرار دیدیا ہے بلکہ علامہ عبدالحی صاحب مرحوم نے تو یہانتک لکھدیا ہے۔ کہ از روے تحقیق بھی امام مالک رضہ ہی کا مذہب قوی ہے۔ (عمدۃ الرعایہ) لیکن میں سچ کہتا ہوں۔ کہ زمانہ کی حالت ایسی نازک ہو گئی ہے۔ اور میرے پاس ایسے واقعات بھی آتے ہیں۔ کہ ان میں چار سال بھی ایک ناقابل برداشت مدت مدید نظر آتے۔ لہذا علماے راسخین کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ حالات زمانہ پر نظر کرکے اور نصوص شرعیہ کو ملحوظ رکھکر اس مسئلہ پر نظر ڈالیں۔ کہ حضرت عمر رضہ کا یہ فتوے کہ عورت چار سال کے انتظار کے بعد چار مہینے اور دس دن گذار کر نکاح ثانی کرے۔

فتوے دائمی تھا۔ یا بنا بر حالت زمانہ انتصادی تھا۔ کیا ہر واقعہ میں چار سال کی میعاد ضروری ہے یا مفوض ہے۔ الی رای الامام۔ اور موقوت ہے علی مصلحة الوقت۔ بینوا وتوجروا

اس میں کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مہد میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا جس سے آنحضرت صلعم کا خصوصی حکم معلوم ہو جائے جہانتک میری نظر ہے سب سے پہلا واقعہ حضرت تمیم داری کا ہے جس کی بیوی کی نسبت حضرت عمر فاروق رضہ نے ایسا حکمدیا۔ اس امر کا علم کہ حضرت عمر رضہ نے یہ حکم اپنے اجتہاد سے دیا۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کہا۔ حضرت عمر رضہ ہی کو ہو گا لیکن اس کی تصریح آپ سے منقول نہیں۔ کہ آپ نے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا تھا۔ ورنہ کسی دیگر صحابی نے اس کی بابت کوئی حدیث سنائی۔ حضرت علی رضہ وغیرہ کا قول حضرت عمر رضہ کے قول سے مختلف ہے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ بھی منقول نہیں۔ ورنہ اختلاف اٹھ جاتا۔ اور یہ روایت دارقطنی جو حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ وہ باتفاق محدثین غیر ثابت وضعیف ہے (بلوغ وسبل) پس جب اس امر کی تصریح نہ قرآن مجید میں ہے۔ اور نہ زمان نبوی میں ایسا کوئی واقعہ ہوا۔ اور آثار صحابہ اور مذاہب مجتہدین اس میں مختلف ہیں۔ اور زمانہ سلف میں اس امر میں کسی ایک قول پر اجماع بھی نہیں ہوا۔ تو دلایل اربع میں سے صرف قیاس باقی رہ گیا۔ سو اس کی رو سے کسی خاص میعاد کا تقرر حکم شرعی نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا تعالےٰ نے زوجات کے متعلق فرمایا ہے۔ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا (پ بقر) نیز فرمایا۔ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ (پ بقر) نیز فرمایا۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (پ نساء) نیز فرمایا۔ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ (پ نساء) نیز فرمایا۔ وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (پ نساء)

ان آیات سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

الف۔ زوجات کے متعلق صرف دو صورتیں جائز ہیں۔ امساک بالمعروف یعنے نیک سلوک سے عورت کو گھر میں بسانا۔ یا تسریح باحسان۔ یعنے بغیر ضرر پہنچانے کے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔

ب۔ تیسری صورت معلقہ کی ہے۔ سو ممنوع ہے وہ یہ ہے۔ کہ نہ آباد کرے نہ آزاد کرے۔

ج۔ جس امساک میں عورت کو ضرر ہو۔ وہ ممنوع ہے۔

د۔ مرد کی قوامیت (سرداری) کے وجوہ میں سے ایک انفاق مال ہے۔

مفقود کی بیوی کا امساک پُر ضرر ہے۔ اس کی حالت معلقہ کی ہے۔ اس کے نفقہ کا کوئی ذمہ وار نہیں ہے لہذا اسے مفقود کے حق میں دائمی طور پر بیٹھے رہنے کا حکم شریعت محمدی جو عین فطرت کے مطابق اور نہایت مناسب حالت اور بامصلحت اور آسان ہے نہیں دے سکتی۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے زوجین کی آبادی میں عشرت بالمعروف مقصود رکھی ہے۔ اور ضرر کو پسند نہیں فرمایا۔ پس عورت کی حالت پر نظر کرکے دفع ضرر کا لحاظ ضروری ہے جس کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں کی جا سکتی۔

چنانچہ عورت مرد کی خصومت کے وقت مرد کی عورت سے علیحدہ رہنے کی قسم کھا لینے میں زیادہ سے زیادہ مدت جو خدا تعالےٰ نے مقرر فرمائی ہے۔ وہ چار مہینے ہے۔ جس کی بنا طبعی تقاضے پر معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد برے نتائج کا اندیشہ ہے۔ اسی لئے بعض ائمہ نے ایسے شخص کے حق میں یہی فتوے دیا ہے۔ جو اپنی عورت سے بہ نیت ضرر الگ رہے۔ اگرچہ قسم نہ کھائی ہو۔ کہ چار مہینے کے بعد اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ یا اسے مجبور کیا جائے گا۔ کہ عورت کے

الفاروق - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری تصنیف مولانا شبلی

اس طرح یا اُسے طلاق دیدے۔ چنانچہ شرح تحسین میں بذیل حدیث لا ضرر ولا ضرار علامہ ابن رجب فرماتے ہیں

ومنها فی الایلاء فان الله جعل مدة المولی مدة اربعة اشهر اذا حلف الرجل علی امتناع وطی زوجته فانه يضرب له مدة اربعة اشهر فان فاء ورجع الی الوطی كان ذلك توبته وان اصر علی الامتناع لم يمكن من ذلك ثم فيه قولان للسلف والخلف احدهما انها تطلق عليه بمضی هذه المدة والثانی انه يوقف فان فاء والا امر بالطلاق ولو ترك الوطی لقصد الاضرار بغير يمين مدة اربعة اشهر فقال كثير من اصحابنا حكمه حكم المولی فی ذلك وقالوا هو ظاهر كلام احمد وكذا قال جماعة منهم اذا ترك الوطی اربعة اشهر لغير عذر ثم طلب حق الفرقة فرق بينهما بناء علی ان الوطی عندنا فی هذه المدة واجب واختلفوا هل يعتبر لذلك قصد الاضرار ام لا يعتبر ومذهب مالك واصحابه اذا ترك الوطی من غير عذر فانه يفسخ نكاحه مع اختلافهم فی تقدير المدة ولو طال السفر من غير عذر و طلبت امراته قدومه فابی فقال مالك احمد واسحٰق يفرق الحاكم بينهما وقد قال احمد لستة اشهر واسحٰق بمضی سنتين (صنعانی شرح تحسين حديث*)

اور بعض ضرر ایلاء کے متعلق ہیں سو خدا تعالیٰ نے اس کا ضرر دور کرنے کے لئے ایلاء کی مدت چار مہینے مقرر کی ہے یعنی یہ کہ جب کوئی آدمی اپنی عورت سے صحبت نہ کرنے پر قسم کھائے تو اس کے لئے چار مہینے کی مدت مقرر کی جاوے اگر ان میں قسم توڑ کر رجوع کرکے وطی کرے تو یہی توبہ ہو جائیگی۔ اور اگر ترک وطی پر قائم رہے۔ تو اسے زیادہ موقع نہیں دیا جاویگا اس میں علماء سلف و خلف کے دو قول ہیں ایک کہ عورت بمجرد اس مدت کے گذرنے کے آزاد ہو جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ معاملہ اس امر پر موقوف رکھا جائے۔ اگر مرد باز آجائے تو بہتر۔ ورنہ اسے طلاق کا حکم کیا جائے۔ اور اگر عورت کو ضرر پہنچانے کے ارادے سے بغیر قسم کھانے کے چار مہینے کی مدت تک صحبت ترک کرکے رکھے تو ہمارے بہت سے اصحاب (حنابلہ) کا قول ہے کہ اس کا حکم بھی مولی (قسم کھانیوالے) کا حکم ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ امام احمد کے کلام کا ظاہر یہی ہے اور اسی طرح ان میں بہت سے علماء کہتے ہیں کہ جب مرد بغیر عذر کے چار مہینے کی مدت وطی ترک کئے رکھے۔ اس کے بعد (عورت) جدائی طلب کرے تو ان دونوں میں جدائی کر دیجائے۔ اس بنا پر کہ ہمارے نزدیک اس مدت میں صحبت واجب ہے لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ قصد ضرر کا اعتبار کیا جاوے یا نہ کیا جاوے اور امام مالک اور آپ کے اصحاب کا یہ مذہب ہے کہ اگر بغیر عذر کے وطی ترک کردے۔ تو اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے لیکن مدت کے اندازے میں اختلاف ہے۔ اور اگر بغیر عذر کے مرد سفر میں بہت مدت لگادے۔ اور اس کی عورت اس کے گھر آنے کی بابت کہے اور وہ انکار کرے تو امام مالک اور امام احمد اور امام اسحٰق یہ کہتے ہیں کہ حاکم دونوں میں تفریق کردے۔ اور امام احمد نے تو چھ مہینے کی مدت کہی ہے اور امام اسحاق نے دو سال*۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ طبعی تقاضے کا لحاظ کرکے ائمہ کرام کی نظر مدت دید پر نہیں پڑی۔ ورنہ یہ سب صورتیں زوجۂ مفقود الخبر کی نسبت سہل اور قابل برداشت ہیں۔

مقدمۂ نکاح ہی میں ایک مثال جس میں امور مذکورہ بالا ملحوظ ہیں۔ زوجۂ معسر ہے۔ جس کی نسبت حدیث شریف میں وارد ہے۔ امراتك ممن تعول تقول اطعمنی والا فارقنی یعنے تیری بیوی تیرے عیال میں سے ہے جو زبان حال (وقال) کہتی ہے مجھے کھانے کو دے۔ ورنہ چھوڑ دے۔

نیز وارد ہے۔ ان النبی صلی الله علیه وسلم فی الرجل لا يجد ما ينفق علی امراته قال يفرق بينهما (منتقی) یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے حق میں جو اپنی عورت کا نفقہ ادا نہ کرسکتا ہو۔ یہ فرمایا کہ ان میں جدائی کرادی جائے۔

نیل الاوطار میں بذیل حدیث اول کہا ہے۔ استدل به وبحديث ابی هريرة الآخر علی ان الزوج اذا اعسر عن نفقة امرأته واختارت فراقه فرق بينهما واليه ذهب جمهور العلماء كما حكاه فی الفتح الباری۔ یعنے اس حدیث سے اور دوسری حدیث سے جو حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے۔ اسپر استدلال کیا گیا ہے کہ جب خاوند اپنی عورت کے نفقہ ادا کرنے سے عاجز ہو۔ اور عورت طلاق کی طلبگار ہو۔ تو ان میں جدائی کردی جاوے۔ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ جیسا کہ حافظ صاحب نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد امام شوکانی نے اختلاف علماء کا ذکر اور ہر ایک کی دلیل و جواب کا بیان کرکے کہا ہے۔ فظاهر الادلة انه يثبت الفسخ للمرأة بمجرد عدم وجدان الزوج لنفقتها بحيث يحصل عليها ضرر من ذلك۔ یعنے دلایل سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بمجرد اس کے کہ خاوند عورت کا خرچ ادا کرنے سے عاجز ہو۔ عورت کو ضرر پہنچنے کی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

مفقود کی زوجہ کو معسر کی زوجہ پر قیاس کرنا صحیح بلکہ اولے ہے۔ لہذا اس کی نسبت بھی عورت کے مطالبہ کے وقت فسخ کا حکم دیا جاسکتا ہے۔ اور انتظار کے لئے کوئی خاص میعاد ضروری نہیں معلوم ہوتی کیونکہ شریعت نے اس کے متعلق کوئی قید نہیں لگائی۔ جب شریعت نے اعسار کے وقت جب خاوند موجود بھی ہے۔ اور عورت کو اس سے بعض حقوق حاصل بھی ہیں۔ فسخ نکاح کا حکم دیا ہے۔ تو مفقود کی بیوی اس حکم کی زیادہ مستحق ہے۔ کیونکہ اس کو اس نامہاد خاوند سے کوئی بھی فائدہ نہیں۔ اور اس کی عدم موجودگی سے اسے سخت ضرر پہنچتا ہے۔ اور اس کی صورت معلقہ کی ہے۔ کہ نہ آباد ہے نہ آزاد۔

اسی طرح سبل السلام میں اس حکم کو جو ہم نے تحقیق کیا ہے۔ ترجیح دی ہے۔ چنانچہ کہا ہے

وقال الامام يحيی لا وجه للتربص لكن ان ترك لها الغائب ما يقوم بها فهو كالحاضر اذ لم يفتها الا الوطی وهو

امام یحیی کا قول ہے کہ انتظار کی کوئی وجہ نہیں لیکن گمشدہ خاوند اپنی عورت کے لئے کچھ مال جس سے وہ گذارہ کرسکے۔ چھوڑ گیا ہے۔ تو گویا وہ حاضر ہے۔ کیونکہ عورت کا کوئی بھی فائدہ سوائے وطی کے گم نہیں ہوا۔ اور وطی مرد کا حق ہے نہ کہ عورت کا۔ اور اگر کچھ

* نسخہ مطبوعہ میں لستہ بصیغہ تذکیر ہے۔ لیکن موقع تانیث کا ہے۔ اس لئے شاید طابع درست ہو ۱۲۔

حق له لا اليها و لا فسخها اليها كو عند مطالبتها من دون انتظار لقوله تعالى ولا تمسكوهن ضرارا والحديث لا ضرر في الاسلام والحاكم وضع لرفع المضارة في الايلاء و الظهار وهذا ابلغ و الفسخ مشروع بالعيب ونحوه قلت وهذا احسن الاقوال و ماسلف عن علي وعمر اقوال موقوفة وفي الارشاد لابن كثير عن الشافعي بسنده الى ابي الزناد وقال سألت سعيد بن المسيب عن الرجل لا يجد ما ينفق على امرأته قال يفرق بينهما قلت سنة قال سنة قال الشافعي الذي يشبه ان قول سعيد سنة ان يكون سنة النبي صلى الله عليه وسلم وطول في الكلام في هذا في حواشي ضوء النهار واخترنا الفسخ بالغيبة او لعدم قدرة الزوج على الانفاق (سبل السلام جلد ثانی صفحہ ...)

نہیں چھوڑ گیا۔ تو حاکم وقت عورت کے مطالبے پر بغیر انتظار کے نکاح فسخ کر دے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اور عورتوں کو ضرر دینے کیلئے بند نہ رکھو۔ اور نیز حدیث میں ہے کہ اسلام میں ضرر دینا جائز نہیں۔ اور حاکم تو ایلاء اور ظہار وغیرہ میں دفع ضرر کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور یہ معاملہ تو ان صورتوں سے بہت بڑھکر ہے۔ اور فسخ نکاح کسی عیب کے سبب بھی جائز ہے۔ اور اسی طرح دیگر وجوہ سے بھی (صاحب سبل السلام کہتے ہیں) میں کہتا ہوں۔ یہ قول یعنے امام یحییٰ کا قول بہت بہتر ہے۔ اور حضرت علی رضہ اور عمر رضہ سے جو قول اوپر گذر چکے ہیں۔ وہ سب موقوف ہیں۔ اور ابن کثیر کی کتاب الارشاد میں لکھا ہے۔ امام شافعی کی روایت ہے سنکو ابو الزناد تک پہنچا کر کہ ابو الزناد نے کہا۔ میں نے سعید بن مسیب تابعی سے کہا۔ اس شخص کی بابت پوچھا۔ جو اپنی عورت کے نفقے کیلئے کچھ بھی نہ رکھتا ہو۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں میں تفریق کر دی جائے۔ میں نے پھر پوچھا۔ کیا یہ حکم سنت ہے۔ تو حضرت سعید نے کہا۔ ہاں سنت ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ سعید کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انکی مراد اس سے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ہم نے حواشی ضوء النہار میں اس مسئلہ پر طویل کلام کیا ہے اور ہم نے حکم فسخ کو ایک تو غائب کی غیر حاضری کے سبب اور ایک اتفاق پر قادر نہ ہونے کے سبب اختیار کیا ہے۔"

امام یحییٰ کے قول مذکور میں حکم فسخ بلا انتظار دو وجوہات سے موجہ ہے۔ لیکن حق وطی کو جو صرف مرد کے متعلق کیا ہے۔ اور اس پر فسخ کا حکم نہیں لگایا۔ مجھے معلوم نہیں ہوتا کیونکہ وجہ جنون و جذام کے بھی عند المطالبہ فسخ ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ان دونوں صورتوں میں مال و وطی دونوں ہو سکتے ہیں۔ اگر مرد کے حق وطی کے یہ معنے کئے جاویں۔ کہ مرد کی طلب پر عورت کو گنجائش انکار نہیں۔ اور عورت کی طلب پر مرد پر تعمیل فوری ضروری نہیں۔ تو یہ درست ہے لیکن یہ ہرگز درست نہیں کہ دوام عمر مرد اپنی عورت سے تعلق زن و شوئی جو اصل مقصود اور ذہن میں بالطبع معہود ہوتا ہے۔ نہ رکھے۔ تو اس پر بھی مرد قصور وار قرار نہ دیا جاوے۔ حدیث ان لزوجك عليك حقا ایک ال قال۔ اس حق کو عورت کے لئے صاف ثابت کر رہی ہے۔ اور اس حدیث کے معنے سوائے حق وطی کے اور کچھ بھی نہیں ہو سکتے۔ پس جب مفقود کی بیوی کو دونوں فائدے حق وطی اور حق نفقہ حاصل نہیں۔ تو ان کا نکاح فسخ کر دینا بالکل درست ہے۔ ہاں۔ اگر عورت اپنی خوشی سے صبر کر کے بیٹھی رہے۔ اور طالب فسخ و نکاح ثانی کی نہ ہو۔ تو اسے اختیار ہے۔ لیکن اگر وہ فسخ کی طالب ہو۔ اور نکاح ثانی کی درخواست کرے۔ اور اس کی حالت زار اسکی درخواست کی منظوری کی خاص سفارش کرتی ہو۔ تو سوائے فسخ کے کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ دین میں نہ تو تنگی ہے نہ عسر ہے۔ مفقود نے اپنا حق ان حقوق کے ادا کرنے سے جو خدا تعالیٰ نے اس کے ذمے کئے تھے۔ خود زائل کیا ہے۔

حضرت شیخ الوقت مجتہد العصر حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ بھی ازالۃ الخفاء میں مفقود کی حالت کے قیاس کرنے کے متعلق فرماتے ہیں

ولا وجه عندي ان المفقود له وجهان يدخل بهما حاله في عمومات الشرع احدهما انه فوت الامساك بالمعروف فوجب عليه التسريح بالاحسان فلما ان قصر في التسريح ناب الشرع عنه كما ينوب القاضي في بيع مال المماطل ح ثانيهما انه ميت في ظاهر الحال ونحن نحكم بالظاهر (ازالۃ الخفاء مقصد دوم)

میرے نزدیک یہی زیادہ مناسب ہے۔ کہ مفقود دو وجہ سے عمومات شرع کے ضمن میں آسکتا ہے۔ ایک یہ کہ اس نے امساک بالمعروف فوت کر دیا۔ پس تسریح بالاحسان اس پر واجب ہے۔ لیکن چونکہ وہ طلاق دینے سے بہ سبب غیر حاضری کے، قاصر ہے۔ اس لئے شرع اس کی طرف سے طلاق دینے میں نائب ہو جائیگی۔ جیسے کہ قاضی نائب ہو جایا کرتا ہے اس شخص کا مال فروخت کر دینے میں جو قرض کے ادا کرنے میں دیر لگائے۔ دوسری یہ کہ وہ بظاہر حال میت ہے۔ اور ہم ظاہر پر حکم کرنے کے مکلف ہیں۔"

اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے مجنون کی بیوی اور معسر کی بیوی کو اس کی نظائر کہا ہے۔

نظر بریں ہماری ناقص سمجھ میں یہی آتا ہے۔ کہ حضرت عمر رضہ کا یہ فیصلہ کوئی دائمی حکم نہیں۔ بلکہ حالات زمانہ کے ماتحت اقتضادی تھا۔ اس وقت اتنی مدت خبر کے نہ ملنے کے لئے کافی جانی گئی تھی۔ لیکن اسوقت چار سال ایک مدت مدید ہے۔ اس کے اندر بھی کامل وثوق مفقود و خبری کا ہو سکتا ہے لہذا دوجہ یا چار سال کا انتظار کرا کے بیکس و ضعیف جنس کو تکلیف دینا مقرون بمصلحت نہیں ہے۔ علماء راسخین سے امید ہے کہ اس مسئلہ پر تحقیقی نظر ڈالکر میری تائید یا اصلاح کر دیں گے

(میں ہوں آپ صاحبوں کا تابعدار سیالکوٹی)

جواب مذاکرہ علمیہ نمبر ۲

(موسومہ محرمی)

گذارش یہ ہے۔ کہ آپ نے اپنے اخبار میں دو حدیثیں تحریر کی ہیں جن کی تطبیق رفع کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ اس خاکسار کی ناقص سمجھ میں ان حدیثوں کے متعلق جو آیا ہے وہ عرض کرتا ہوں۔ ان دونوں حدیثوں میں کسی صورت سے تعارض پیدا نہیں ہو سکتا۔ اول تو یہ ہے۔ کہ حدیث ما من مولود کی متفق علیہ ہے۔ اور حدیث ما جبل علیہ کی مسلم کی ہے۔ اصول کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ حدیث متفق علیہ کی اور حدیث دیگر کتابوں کی کا حدیث متفق علیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دوسرا یہ ہے۔ کہ حدیث ما من مولود کا مطلب یہ ہے۔ کہ ماں باپ مولود کے یہودی اور نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ بنا دینے کا مطلب یہ ہے۔ کہ ظاہری افعال سکھاتے ہیں۔ اور حدیث۔ ما جبل علیہ۔ کا مطلب یہ

ahmadimuslim.de

ہے کہ پیدا کیا گیا ہے۔ واسطے جنت کے یا دوزخ کے جس کے واسطے پیدا کیا گیا ہے۔ ویسے ہی اعمال ظہور میں آئیں گے آپکو معلوم ہے۔ کہ پیدا ہوتا ہے کافر کے گھر میں اور مرتا ہے مسلمان ہو کر اور پیدا ہوتا ہے مسلمان کے گھر میں اور مرتا ہے کافر ہو کر بس یہی مطلب ہے۔ حدیث ماجبل علیہ کا اور اسی واسطے فرمایا رسول نے پہلے کے جملہ میں۔ تغیر عن خلقہ فلا تصدقوا بہ۔ بہرحال حدیث ماجبل علیہ کا مطلب ٹھیک ہے گا۔ اور کسی طرح حدیث ما من مولود کا تعرض نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اس حدیث سے مراد ظاہری افعال ہیں۔ سو یہ نقلی ہے اور مطلب حدیث ماجبل علیہ کا اصل ہے

(حافظ عبید اللہ از بھوپال مسجد ابراہیم پورہ)

مذاکرہ علمیہ بابت تطبیق حدیثین نمبر ۲

مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب کا تمام مسلمانوں کو عموماً اور فرقہ اہلحدیث کو خصوصاً شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کہ انہوں نے اپنے اخبار کو مذہبی معلومات کا ایک بہتر ذخیرہ بنا رکھا ہے اور مذہب اہلحدیث کی حقانیت کو ثابت کرنے کیلئے اپنے اخبار کو خاص اس جماعت کے نام کے ساتھ موسوم کر کے اشاعت توحید و سنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی ہے کمال کی بات یہ ہے کہ یہ اخبار کسی خاص شخص یا کسی خاص فرقہ سے متعلق نہیں رکھا گیا ہے۔ بلکہ مذہبی مسایل کی اشاعت کے لئے ہر مسلمان کو چاہئے وہ کسی فرقہ اسلامی سے تعلق رکھتا ہو آزادی دیگئی ہے۔ کہ وہ اپنے خیالات کو آزادانہ طریقے سے ظاہر کرے۔ عجیب روایت قابل ذکر یہ ہے۔ کہ جب علماء اسلام مولوی صاحب ممدوح کی نظر میں ایک ذرہ برابر بھی سست نظر آتے ہیں۔ تو بہت جلد ان کو بیدار کرتے اور ان کے علمی مذاق کو وقتاً فوقتاً تازہ کرنے کے لئے کسی ایک مسئلہ پر مذاکرہ کی دعوت دی جاتی ہے۔ میں سچے دل سے مولوی صاحب ممدوح کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں مولوی صاحب ایک روشن خیال اور زمانہ کی رفتار سے واقف اور ایک راسخ الاعتقاد اہلحدیث کے لیڈر ہیں جن لوگوں نے مولوی صاحب کی قدر نہیں کی۔ اور فروعی مسایل پر جو وحشیانہ حملے کئے انہوں نے گو یا ایک لیڈر کے ساتھ بدگمانی نہیں کی۔ بلکہ اپنی جماعت کے اوس اخلاقی نکتہ پر سیاہی ڈالدی۔ جسکا دعوے حضور سرور کائنات فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور انک لعلی خلق عظیم۔ کے اتباع سے حاصل کیا گیا تھا۔ مجھے اسوقت کچھ اور بیان کرنا ہے مگر قلم کی تیزی نے ایک تحقیقی امر کے اظہار پر مجبور کیا اب میں آپ کو اوس مذاکرہ کے جانب متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جسکو مولوی صاحب ممدوح نے اخبار مورخہ ۸۔ محرم ۱۳۵۳ھ میں بعنوان تطبیق حدیثین دو حسب ذیل احادیث پیش کر کے تطبیق کے لئے تمام علماء کو توجہ دلائی ہے۔

(۱) کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔

(۲) اذا سمعتم بجبل زال عن مکانہ فصدقوا واذا سمعتم برجل تغیر عن خلقہ فلا تصدقوا بہ فانہ یصیر الی ماجبل علیہ

ان دو احادیث میں پہلی حدیث سے تغیر فطرت ثابت ہے۔ اور دوسری حدیث سے غیر ممکن ہے۔ میں آپ کو یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ دونوں احادیث تقدیری مسئلہ پر ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے مذکور ہوئے ہیں۔ تقدیر کا مسئلہ ایک ایسا نازک اور زبردست مسئلہ ہے۔ کہ اوس میں ایک ذرا سے شک پر بھی ایمان میں فتور واقع ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ آپکو اس حدیث سے اس مسئلہ کی عظمت معلوم ہو سکتی ہے ابن ماجہ کی حدیث کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ کہ لو کان لک مثل جبل احد ذھبا او مثل جبل احد تنفقہ فی سبیل اللہ ما قبل منک حتی تؤمن بالقدر جسکا خلاصہ یہ کہ مقدر پر جس شخص کا ایمان نہیں۔ خدا کی راہ میں اوسکا احد برابر خرچ بھی مقبول نہیں۔ جس زبردست مسئلہ کی بنیاد کو اسلام نے اسوجہ سے مضبوط کر دیا تھا۔ کہ مسلمانوں کا توکل ایک ذات الٰہی پر قائم رہے اور ان کا ایمان وان اللہ علی کل شیء قدیر کی حد سے تجاوز نہ کرے۔ بجز اس کے معنے اسلام نے یہ نہ لئے تھے۔ کہ اس تقدیری مسئلہ پر مسلمانوں کا بالکل تکیہ ہو جائے اور وہ بے دست و پا اپنے گھر پڑے رہیں۔ اسلام کے وہ کارنامے جو انہوں نے کیا بحیثیت مذہبی اشاعت کے اور کیا بحیثیت فتوحات کے جو آج دنیا کے روبرو پیش ہیں۔ وہ اس غلط مفہوم کی تردید کرتے ہیں اور وہ مجبور کرتے ہیں۔ کہ بغیر ہاتھ پیر ہلائے بغیر کسی کاروبار کے کوئی شے تقدیری نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ میں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتلاتا ہوں کہ اسلام نے پہلے تدابیر کے عمل میں لانے کی ہدایت کی ہے۔ اس کے بعد اوس نے تقدیر ایک ایسے نتیجہ کا نام رکھا ہے۔ جو تدبیر کے بعد بھلائی یا برائی کے ساتھ کام میں آئے اور یہ شکل کوئی مشکل شکل نہیں۔ جو انسان کے ذہن میں آئے بارہا تجربہ سے گذرا ہے۔ کہ جس میں تدبیر کے ساتھ انسان کو ایک نمبر بڑی کامیابی ہوتی ہے۔ اگر اسی تدبیر پر کامیابی کا دارومدار کیا جائے۔ تو دوسری دفعہ اسی قسم کی تدبیر سے برعکس بالکل ناکامیابی نظر آتی ہے۔ تدبیر ہر حالت میں ایک ہی حالت پر رہی۔ مگر تقدیر جو ایک نتیجہ ہے۔ وہ کبھی اپنے مکتوبہ کے موافق بھلائی کے ساتھ اور کبھی برائی کے ساتھ پیش آئی پس اگر آپ اس شکل پر نظر غائر ڈالیں تو تدبیر اور تقدیر کا بیّن فرق معلوم ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ تقدیری نتیجہ کا علم انسان کے حد علم سے باہر ہے اس لئے شارع علیہ السلام نے اسکو ایک ازلی مکتوبہ کے طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اب میں آپ کو وہ شارع علیہ السلام کا فرمان سناتا ہوں جس سے آپکو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ شارع علیہ السلام نے بغیر تدبیر کے توکل کی ممانعت کی ہے حضور کے اس فرمان واجب الاذعان پر کہ ما من نفس منفوسۃ الا کتب اللہ تعالی مدخلھا۔ قوم نے حضور سے پوچھا یا رسول اللہ افلا نتکل علی کتابنا فقال رسول اللہ بل اعملوا فکل میسر لما خلق لہ اما من کان من اھل السعادۃ فانہ میسر لعمل اھل السعادۃ ثم قرء فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری۔ یعنی حضور کیا ہم اپنے لکھے پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ اس اہم سوال کا جواب حضور نے

سلہ ہتھ قرام بلکہ محرام کو زیر بانٹ ہزار جان است (ایڈیٹر) سلہ مسئلہ تقدیر پر بحث ایک الگ امر ہے اس مذاکرہ سے تو یہ غرض ہے۔ کہ ان دو حدیثوں میں تطبیق [illegible]

دو طریقہ پر دیا۔ ایک تو یہ کہ عمل کرو۔ تدبیر کو کام میں لاؤ۔ بغیر عمل کئے اور تدابیر عمل میں لائے کوئی کام چل نہیں سکتا۔ دوسرے یہ کہ تقدیر کے یہ معنے نہیں کہ وہ انسان کی کوششوں سے باز رکھے۔ اگر ایسا ہوتا تو اعمال صالحہ کے حسب ارشاد فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً اپنے بندوں کو وقتاً فوقتاً ہدایت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی جسطرح کہ ایک استاد اپنے شاگرد کو جو فطرتاً شریر واقع ہوا ہے۔ اسبات کا قطعی فیصلہ کر دیتا ہے۔ کہ اس کی حالت کبھی عمر تک نہ سنبھلے گی۔ وہ اس کے ان عادات پر محمول ہوتا ہے۔ جو رات دن کے سنبھال کے بعد بھی نہ سنبھل سکے۔ اور جس کے متعلق بغیر اوس کے انجام قسمت کے اور کوئی دوسرا امر ذہن میں نہ سما سکے۔ بس یہی ایک ایسی حضور کی ہدایت ہے۔ جس کے یہ معنے نہیں۔ کہ تقدیری مسئلہ پر زور دینے کے بعد کوئی توکل پر اڑ جائے یا تدبیر سے انکار کر جائے۔ ہوتا وہی ہے۔ جو انسان کی سرشت یا اوس کی فطرت میں داخل ہے۔ اسی لئے حدیث مذکورہ میں حضور نے یہ فرما دیا۔ کہ جس کی سرشت نیکی اور نیک بختی پر نہیں ہے۔ وہی اوس کی قسمت ہے اور وہی کام اون کے لئے آسان ہو سکتے ہیں۔ اور جس کی سرشت برائی اور بد بختی پر محمول ہے۔ اس کے لئے وہ برائی کے کام نہایت آسان و سہولت پذیر معلوم ہونے لگتے ہیں۔ میرا چشمدید واقعہ ہے۔ کہ ایک شریف خاندانی لڑکے کو جس کا باپ نہایت مالدار صاحب دولت تھا چوری کی علت پڑ گئی۔ ہر چند نصیحت کی گئی۔ تعلیم دی گئی بری عادت سے ترک کرانے کے لئے رقم خرچ کی گئی مگر وہ لڑکا سینکڑوں وقت جیل کی سزا بھگتا۔ اور اس نے اپنی خو نہ چھوڑی جتنی تدابیر تعلیمی اور پند و نصائح کی گئی وہ کسی طرح ترک نہیں کی جا سکتی تھیں جس کی جانب حضور کا پہلا ارشاد ہے۔ (بل عملوا) اور پھر اس کے بعد تقدیری مسئلہ کا اثبات ہے۔ جو اکس لڑکے کی حالت نہ سنبھلی۔ اسی لئے میں ہر دو پہلو کو آمادہ ہوں۔ مگر فی الحقیقت تقدیر کا مسئلہ ایک نازک مسئلہ ہے۔ اور اس پر ایمان لانا گویا خدا کی یکتائی اور

اوس کی عظمت کو تسلیم کرنا ہے۔ اور تقدیر کا انکار درحقیقت اون کے رات دن کے پیش آنے والے امور سے انکار ہے۔ اور اسپر مذہب اسلام کو توکل اور بیکاری پر محمول کرنا گویا صریح تدبیری احکام اسلام سے رو گردانی کرنا ہے۔ بہرحال ناظرین اسپر غور کریں۔ تو سمجھنے کے لئے کوئی دقت نہ ہوگی۔ کہ تدبیر مقدم ہے۔ اور تقدیر اوس کا ایک نتیجہ اب رہی یہ بات کہ تقدیر کو پلٹانے والی کوئی شے بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور تقدیر کبھی پلٹ بھی سکتی ہے۔ اس کے متعلق دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نفس تقدیر میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔ لاتبدیل لکلمات اللہ۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اس دوسری حدیث زیر بحث کا اذا سمعتم بجبل الخ۔ یعنے عادات جو ان کی جبلت اور سرشت میں واقع ہوتی ہیں۔ وہ اس سے تدابیر اصلاح پر بھی منفک نہیں ہو سکتیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں ہوسکتے جسطرح کہ پہلے میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ کسی کی بری عادات پر اوس کے اصلاح کی تدابیر نہ اختیار کی جاویں اگر ایسا ہوتا۔ تو نہ کوئی سیاسی قانون اور نہ کوئی استاد اس بات کی کوشش کرتا کہ ایک شریر النفس بدذات کی اصلاح ہو جائے۔ (یہاں) جس طرح کہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ تقدیری عادت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح (دوسرا) یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ عادات کے ترک کرانے کے لئے اصلاح کی کوشش کی جاویں۔ اچھی بری تدابیر عمل میں لائی جاویں۔ حدیث مذکورہ کا تعلق امر مسلمہ نمبر اول سے ہے۔ اور پہلی حدیث کل مولود یولد علی الفطرۃ۔ کا تعلق امر مسلمہ نمبر (۲) سے ہے اسپر ناظرین غور کریں۔ تو اس عقدہ کا حل باسانی ہو سکتا ہے۔ انسان کی اصلاحی تدابیر خود شارع علیہ السلام نے مختلف طریقوں سے بیان فرما دی ہیں کہیں دعا سے کہیں نصیحت سے کہیں اخلاق سے۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث جسکو امام ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ وہ اس تقدیری تبدیلی کو جو تدبیری حیثیت پر مبنی ہے۔ ثابت کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ لا یزید فی العمر الا البر ولا یرد القدر

الا الدعاء وان الرجل لیحرم الرزق بخطیئۃ یعملها

بہرحال دونوں احادیث زیر بحث تدبیر اور تقدیر کے اثبات پر مبنی ہیں۔ اور یہی میری ناقص رائے میں دونوں احادیث کی تطبیق ہے۔ بغرض یہ کہ مسئلہ تقدیر کو سمجھنے میں فریقین نے غلطی کی ہے۔ ایک فریق جو تقدیر کا قائل ہے۔ اوس نے اپنی سہو نفسی سے تدبیر کی کنہ اور اوس کی ضروریات سے بالکل ناآشنائی اختیار کی۔ اور نفس تقدیر پر توکل کا انحصار لگایا۔ اور منکر تقدیر نے تدبیری ضروریات کو پیش نظر کرنے کے بعد تقدیر ہی سے انکار کر دیا۔ مگر انسان کو لازمی طور پر ابتداء اور انتہاء اول و آخر شروع اور اس کے نتیجہ پر غور کرنا ضروری ہے۔ اور اس غور و تدقیق کا نتیجہ ابتدائی طور پر تدبیر اور انتہائی تقدیر تک پہنچا دیتا ہے۔ جس کی تفصیلی بحث تمثیل کے ساتھ اوپر گذر چکی ہے۔ فقط ابو نعیم محمد عبد العظیم حیدر آبادی

سنت رفع الیدین

(از مولوی عبد الحمید صاحب۔ از حیدر آباد دکن)

گذشتہ سے پیوستہ

گذشتہ پرچہ میں اس مضمون میں ۲۴ حدیثیں اس مدعا کے ثابت کرنے کی نقل ہو چکی ہیں ناظرین اونکو ملحوظ رکھیں۔ اور آگے پڑھیں۔

(اڈیٹر)

بخوف طوالت ہم نے صرف ۲۴ احادیث مرقومہ بالا یہاں نقل کر دی ہیں جن سے ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کہ:۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار دفعہ رفع یدین کرتے تھے۔ ایک نماز شروع کرتے وقت دوسرے رکوع میں جاتے اور تیسرے رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ اور چوتھے دو رکعت پڑھکر کھڑے ہوتے وقت۔

(۲) مرقومہ بالا سب کی سب حدیث صحیح متصل مرفوع ہیں کیونکہ تقریباً سب کی سب صحاح ستہ کی ہیں۔ اور منجملہ اون کے احادیث [illegible]

متفق علیہ ہیں۔ اور حدیث ۲ صحیح بخاری میں ہے۔ اور حدیث ۱۳ صحیح مسلم میں ہے اور باقی سنن دیگر ائمہ خمسہ (ابو داؤد نسائی ترمذی ابن ماجہ مالک) میں ہیں)

کتب اصول حدیث مثلاً نخبۃ الفکر۔ مقدمہ سید شریف جرجانی رح۔ مقدمہ شیخ عبد الحق رح محدث دہلوی میں ہے۔ کہ صحیح حدیث کے سات درجے ہوتے ہیں سب سے اعلےٰ درجہ صحیح کا یہ ہے۔ کہ وہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہو (جسکو متفق علیہ کہتے ہیں) پھر وہ جسکو صرف امام بخاری روایت کریں۔ پھر وہ جسکو صرف امام مسلم نقل کریں۔ پھر وہ جو دونوں (اماموں) کی شرط کے موافق ہو۔ پھر وہ جو امام بخاری کی شرط کے موافق ہو۔ پھر وہ جو امام مسلم کی شرط کے بموجب ہو پھر وہ احادیث جن کو دیگر ائمہ حدیث روایت کریں

ان مقرر کردہ اصول کے رو سے احادیث ۱ و ۳ و ۱۲ ایسی صحیح ہیں جن سے بڑھکر صحیح کا کوئی درجہ نہیں اور حدیث ۲ دوم درجہ کی صحیح ہے۔ اور حدیث ۱۳ تیسرے درجہ کی۔ اور باقی احادیث ساتویں درجہ کی صحیح ہیں۔ غرضکہ کل کی کل احادیث صحیح ہیں۔ اور بلا کھٹکے واجب العمل ہیں۔

صحیح مرفوع متصل احادیث نقل کرنے کے بعد ہم چند موقوف احادیث (قول و فعل صحابی) درج کرتے ہیں۔ جن سے رفع یدین کی تائید ہوتی ہے۔

آثار متعلقہ رفع

(۱) تنویر العینین میں ہے۔

اخرج ابن ابی شیبۃ عن عبد ربہ بن زیتون قال ام الدرداء ترفع یدیہا حذو منکبیہا حین تفتتح الصلوٰۃ واذا قال الامام سمع اللّٰہ لمن حمدہ ترفع یدیہا وقالت اللّٰہم ربنا لک الحمد

ابن ابی شیبہ نے عبد ربہ بن زیتون سے نقل کیا ہے۔ کہ اس نے کہا ام الدرداء جب نماز شروع کرتی تھیں۔ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر بلند کرتی تھیں۔ اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہتا تو بھی اپنے ہاتھ اٹھاتے اور اللہم ربنا لک الحمد کہا۔

(۲) جزء رفع الیدین میں ہے

عن نافع ان عبد اللّٰہ بن عمر کان اذا استقبل الصلوٰۃ رفع یدیہ قال واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع واذا قام من السجدتین

نافع سے مروی ہے۔ کہ عبد اللہ بن عمر رض جب نماز شروع کرنا چاہتے تھے۔ تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے۔ اور دو رکعت پڑھکر کھڑے ہوتے۔ تبھی رفع یدین کرتے تھے۔

(۳) کتاب مذکورہ میں ہے۔

عن نافع ان عبد اللّٰہ بن عمر رض کان اذا رأی رجلا لا یرفع یدیہ اذا رکع واذا رفع رماہ بالحصی۔

نافع راوی ہیں۔ کہ عبد اللہ بن عمر رض جب کسی آدمی کو دیکھتے تھے۔ کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتا ہے۔ تو اسکو کنکریاں پھینک کر مارتے تھے۔

(۴) کتاب مذکورہ میں ہے۔

عن عطا قال رأیت ابن عباس وابن الزبیر وابا سعید وجابرا یرفعون ایدیہم اذا افتتحوا الصلوٰۃ واذا رکعوا

(عطا تابعی جنکی نسبت حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ میں نے ان سے سچا آدمی کوئی نہیں دیکھا) نے کہا کہ میں نے ابن عباس ابن الزبیر ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے۔ اور جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے۔

(۵) کتاب مذکورہ میں ہے۔

عن عبد الرحمٰن الاعرج عن ابی ہریرۃ انہ کان اذا کبر رفع یدیہ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع۔

عبد الرحمن اعرج کہتے ہیں۔ کہ جب ابو ہریرۃ تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔ تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے۔ تبھی رفع یدین کرتے تھے۔

(۶) کتاب مذکورہ میں ہے:۔

عن عاصم الاحول قال رأیت انس بن مالک اذا افتتح الصلوٰۃ کبر ورفع یدیہ و یرفع کلما رکع ورفع راسہ من الرکوع

عاصم احول کہتے ہیں۔ میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ جب انہوں نے نماز شروع کی۔ تو رفع یدین کیا۔ اور جب وہ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے۔ تو رفع یدین کرتے۔

(۷) کتاب مذکورہ میں ہے۔

عن ابی حمزۃ قال رأیت ابن عباس یرفع یدیہ حیث کبر واذا رفع راسہ من الرکوع

ابو حمزہ کہتے ہیں۔ میں نے ابن عباس کو دیکھا۔ کہ جب وہ اللہ اکبر کہتے۔ اور رکوع سے سر اٹھاتے۔ تو رفع یدین کرتے۔

(۸) کتاب مذکورہ میں ہے۔

عن عطا قال صلیت مع ابی ہریرۃ فکان یرفع یدیہ اذا کبر واذا رفع

عطا کہتے ہیں۔ میں نے ابو ہریرہ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ جب تکبیر کہتے۔ اور رکوع سے سر اٹھاتے۔ تو رفع یدین کرتے تھے۔

(۹) کتاب مذکورہ میں ہے۔

عن الحسن قال کان اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانما ایدیہم المراوح یرفعونہا اذا رکعوا واذا رفعوا رؤسہم

حسن فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ہاتھ گویا پنکھے ہیں۔ اور وہ یعنے اصحابؓ اپنے ہاتھ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اٹھاتے تھے۔

(۱۰) کتاب مذکورہ میں ہے۔

عن حمید بن ہلال قال کان اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا صلوا کان ایدیہم حیال آذانہم کانہا المراوح

حمید بن ہلال نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب نماز پڑھتے۔ تو ان کے ہاتھ کانوں کے برابر ہوتے گویا پنکھے ہیں

(۱۱) کتاب مذکورہ میں ہے۔

ahmadimuslim.de

عن طاؤس ان ابن عباس رضی کان اذا قام الی الصلٰوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی اذنیہ واذا رفع راسہ من الرکوع واستوی قائما۔

طاؤس سے روایت ہے کہ ابن عباس جب نماز شروع کرتے تھے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے۔ اور سیدھے کھڑے ہو جاتے۔

(۲) کتاب مذکورہ میں ہے۔

عن عطا قال رأیت جابر بن عبد اللہ وابا سعید الخدری وابن عباس وابن الزبیر یرفعون ایدیھم حین یفتتحون الصلٰوۃ واذا رکعوا واذا رفعوا رؤسہم من الرکوع

عطا نے کہا میں نے جابر رضی بن عبد اللہ ابو سعید رضی خدری ابن عباس رضی ابن الزبیر رضی کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے۔ اور جب رکوع کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ تو رفع یدین کرتے۔

اسماء صحابہ رضی ہم اور کہاں تک نقل کرتے جاویں۔ کیونکہ مضمون بہت طول ہوتا ہے۔ اس لئے صرف ان صحابہ کرام کے نام نامی گنا دیتے ہیں جو رفع کے قائل و عامل تھے۔

اسماء گرامی صحابہ کرام جو رفع کے قائل و عامل تھے

(۱) جزء رفع الیدین میں ہے۔

ابو قتادہ[1] - ابو اسید[2] - محمد بن مسلمہ[3] - سہل بن سعد[4] - عبد اللہ بن عمر[5] - عبد اللہ بن عباس[6] - انس بن مالک[7] - ابو ہریرہ[8] - عبد اللہ بن عمرو[9] - عبد اللہ بن الزبیر[10] - وائل بن حجر[11] - مالک بن حویرث[12] - ابو موسیٰ اشعری[13] - ابو حمید الساعدی[14] - عمر بن خطاب[15] - علی بن ابی طالب[16] - ام الدرداء[17] - ابو سعید[18] - جابر[19]

(۲) سنن ترمذی میں ہے۔

عمیر اللیثی[20]

(۳) الازہار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ للسیوطی میں ہے

حکیم بن عمیر[21] - الاعرابی[22] - ابو بکر الصدیق[23] - عقبہ بن عامر[24] - معاذ بن جبل[25]

(۴) تنویر العینین میں ہے۔

حسن بن علی[26] - زید[27] - ابو مسعود[28] - سلمان[29] - عائشہ[30] - بریدہ[31] - عمار[32] - عثمان[33] - طلحہ[34] - سعد[35] - زبیر[36] - سعید[37] - عبد الرحمٰن[38] - ابو عبیدہ[39]

غرضکہ ہم کہاں تک گناتے جاویں۔ قریب قریب سب ہی صحابہ کرام رفع یدین کرتے تھے۔ جیسا کہ آثار متعلقہ رفع کے عدد ۳۹ سے واضح ہوتا ہے

اسماء گرامی تابعین جو رفع یدین کرتے تھے

(۱) ترمذی میں ہے

حسن بصری[1] - عطا[2] - طاؤس[3] - مجاہد[4] - نافع[5] - سالم بن عبد اللہ[6] - سعید بن جبیر[7]

(۲) جزء رفع الیدین میں ہے۔

مکحول[8] - قاسم بن عبد اللہ[9] - عمر بن عبد العزیز[10] - نعمان بن ابی عیاش[11] - ابن سیرین[12] - عبد اللہ بن دینار[13] - حسن بن مسلم[14] - قیس بن سعد[15] - عبد اللہ بن مبارک[16] - اسحاق بن راہویہ[17]

اس کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ائمۃ الاعلام مجتہدین عظام محدثین کرام کی تمام تحقیقات اور بیانات نسبت رفع یدین نقل کر دیں۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ سواد اعظم اسی طرف ہے۔

(۱) سنن ترمذی میں ہے۔

عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا۔ کہ حدیث رفع کی ثابت ہو گئی ہے۔ اور حدیث زہری کا ذکر کیا جسکو وہ سالم سے اور اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور حدیث ابن مسعود کی ثابت نہ ہوئی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے۔ اور یہی قول ہے۔ امام شافعی رح اور امام احمد رح کا۔

(۲) جزء رفع الیدین میں ہے۔

(الف) عبد اللہ بن مبارک رفع یدین کرتے تھے اور ان کے سارے اصحاب بھی رفع یدین کرتے تھے۔ ان میں سے علی بن الحسین اور عبد اللہ بن عمر اور یحییٰ بن یحییٰ ہیں۔ اور بخارا کے محدثین ان میں سے عیسیٰ بن موسیٰ۔ کعب بن سعد۔ محمد بن سلام۔ عبد اللہ بن محمد مسندی ہیں۔ اور بے شمار لوگ ہیں۔ جتنے لوگ میں نے بیان کئے۔ ان میں مسئلہ رفع یدین میں اختلاف نہیں۔ اور عبد اللہ بن الزبیر اور علی بن عبد اللہ اور یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابراہیم ان سب حدیثوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرتے ہیں۔ اور ان کو حق سمجھتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے زمانہ کے لوگوں میں سے اہل علم تھے۔

(ب) بخاری نے کہا عبد اللہ بن مبارک رفع یدین کرتے تھے۔ اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے علم میں بڑھکر تھے۔ سو جسکو سلف کی باتوں کی خبر نہیں ہے۔ اس کے لئے بہتر ہے۔ کہ عبد اللہ بن مبارک کی ان باتوں میں پیروی کرے۔ جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اور تابعین کی پیروی کی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک جاہل کی پیروی کرے

(ج) عبد اللہ بن مبارک نے کہا۔ میں نعمان بن ثابت کے پہلو میں نماز پڑھتا تھا میں نے رفع یدین کی۔ تو انہوں نے کہا میں ڈرا۔ کہ آپ کہیں اڑ نہ جائیں۔ میں نے کہا۔ جب پہلی بار نہ اڑا۔ تو دوسری بار کیوں اڑتا۔

(د) نعمان بن ابی عیاش کہتے تھے۔ ہر چیز کے واسطے ایک آرائش ہے۔ اور نماز کی آرائش یہ ہے۔ کہ تو رفع یدین کرے جب اللہ اکبر کہے۔ اور جب رکوع کرے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھائے۔

(ہ) بخاری نے کہا۔ مکہ۔ مدینہ۔ یمن۔ عراق والوں نے رفع یدین پر اتفاق کیا ہے۔

(و) بخاری نے کہا علی بن مدینی نے کہا مسلمانوں پر رفع یدین کرنا لازم ہے۔ بسبب حدیث زہری کے سالم سے وہ روایت کرتے ہیں۔ اپنے باپ سے

(۳) تنویر العینین میں ہے

محی السنہ نے کہا۔ امام اوزاعی اور امام مالک رفع یدین کرتے تھے۔

(۴) فتح الباری میں ہے۔

محمد بن نصر مروزی نے کہا۔ سب ملکوں کے علماء نے بجز اہل کوفہ کے رفع یدین کے سنت ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

(۵) حجۃ اللہ البالغہ میں ہے۔

جو شخص رفع یدین کرتا ہے۔ میرے نزدیک اس شخص سے جو رفع یدین نہیں کرتا۔ اچھا ہے۔ کیونکہ رفع یدین پر جو حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ وہ

ahmadimuslim.de

زیادہ بھی ہیں۔ اور ثابت بھی خوب ہیں۔

(۶) حواشی جدیدہ سنن نسائی میں ہے۔

امام شافعی احمد بن المبارک اوزاعی۔ ابوعبید ابوثور ابن راہویہ محمد بن جریر طبری اور اہلحدیث کا ایک جماعت نے کہا۔ کہ جمیع علماء صحابہ و تابعین رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کو مستحب سمجھتے تھے۔

(۷) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابی سلمۃ الاعرج کے طریق سے بیان کیا ہے۔

میں نے سب لوگوں کو پایا۔ کہ وہ جھکنے اور اٹھنے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

(۸) سفر السعادت میں ہے۔

تین جگہ ہاتھوں کا اٹھانا ثابت ہے۔ اور کثرت راویوں کے سبب یہ بات تواتر کو پہنچی۔ چار سو جز اور اثر اس باب میں صحیح ہوئی۔ اور عشرہ مبشرہ نے روایت کی ہے۔ کہ ہمیشہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس جہان سے رحلت فرمائی۔ اور سوائے اس کے کچھ ثابت نہ ہوا۔

(۹) شرح سفر السعادت میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

امام ترمذی نے حدیث رفع کی تصحیح کی۔ اور ایک ایسا اشارہ کیا۔ جس سے ان کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے۔

(۱۰) نزہت الناظر للمقیم والمسافر میں علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں۔

مزنی کہتے ہیں۔ میں نے امام شافعی رح کو یہ کہتے سنا کسی شخص کے واسطے حلال نہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث متعلقہ رفع الیدین نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور اس سے سر اٹھاتے وقت سنے۔ اور اس کی اتباع کرنا چھوڑ دے۔

(۱۱) البلاغ المبین میں ہے۔

ابن المنذر نے کہا۔ کہ اہل علم یعنی صحابہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع یدین کرنے میں اختلاف نہیں کیا ہے۔

الحاصل ہر زمانہ کے بڑے بڑے علماء محدثین اور مجتہدین رفع کے قائل ہوئے ہیں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کی عام آگاہی کے لئے یہاں پر وہ اعتراضات مع جوابات لکھدیں۔ جو مانعین رفع احادیث رفع پر وارد کرتے ہیں

(باقی باقی)

سیر سفر اور تجربہ سفر

میں ہرچند سفر میں جانے سے رکتا ہوں۔ نہ اس لئے کہ مجھے دوستوں کی قدر نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ میں یہاں بیٹھا بھی انہی کی خدمت میں مشغول رہتا ہوں۔ اس لئے بہت ہی دعوتیں منظور نہ کرنے پر مجبور ہوں۔ تاہم بہت مقامات پر ضروری جانا پڑتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ انہی ایام میں غازی پور اور گورکھپور کے جلسوں میں جانا پڑا۔ جلسے بڑی شان و شوکت سے ہوئے۔ مگر گورکھپور پہنچکر بعض احباب کے ذریعہ ایک خط آمدہ ازناگر ملا۔ جس کا بھیجنے والا نام بتا دیا ایک طبیب ہے (مگر در اصل مرض تعصب سے مریض)

یہ طبیب صاحب جہاں کہیں سنتے ہیں۔ کہ میری شرکت ہے۔ وہاں پر ایک خط مع اپنے ایک اشتہار کے بھیج دیتے ہیں اشتہار کا مضمون یہ ہے۔ کہ مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی مولوی محمد ابوالقاسم صاحب بنارسی اور یہ خاکسار سب بے دین بدمذہب ہیں۔ انکو شریک جلسہ نہ کرنا چاہئے۔ فیروزپور۔ میرٹھ۔ اور گورکھپور بھی مضمون کے خطوط ان کے پہنچے۔ مگر افسوس ہے ہر ایک مقام سے ان حکیم صاحب کو یہی جواب ملا کہ

ناصحا دل میں تُو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم
لاکھ ناداں ہیں پر کیا تجھ سے بھی ناداں ہونگے؟

اس سفر میں میں نے ایک عجیب بات سنی۔ جو بغرض خیر خواہی اپنے دوستوں تک پہنچانا ضروری جانتا ہوں۔

ایک شخص نے مجھے ایک واقعہ سنایا۔ کہ ایک شخص گاڑی پر سوار تھا۔ اس سے کسی اور شخص نے اس کا نام۔ پتہ اور گھر کے لوگوں کا حال دریافت کرکے کسی مقام سے اس کی طرف سے تار دیدیا۔ کہ مبلغ کیصد بذریعہ تار مجھے بھیجدو۔ ان بیچاروں نے بھیجدئے۔ یہ صاحب نیکر رفو چکر ہوگئے۔

ہمارے ناظرین اس واقعہ کو ہمیشہ یاد رکھا کریں۔ اور کسی اجنبی آدمی کو پتہ بتلانے کے وقت اس امر کا خیال کرلیا کریں۔ کہ یہ شخص نقصان نہ پہنچا سکے۔ حفظنا اللہ وایاکم

انجمن اہلحدیث جہلم کا سالانہ جلسہ ۱۶ و ۱۷ جنوری ۱۹۱۵ء کو ہونا قرار پایا ہے۔

(سکرٹری)

اسلام میں فرقہ بندی

بخدمت اڈیٹر صاحب اہلحدیث۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

پہلی دو صدی ہجری تک اسلام میں کوئی فرقہ بندی نہ تھی۔ اگرچہ بعض مسایل دینی میں اختلاف تھا جسطرح کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی تھا۔ مگر اس ابتدائی زمانہ میں اختلاف باہمی کی وجہ سے دلی بغض اور کینہ نہ تھا جس طرح کہ آج کل ہے۔ ائمہ اربعہ علیہم رحمۃ کے مذاہب کی تدوین سے یہ اختلاف شروع ہوکر بغض و کینہ تک نوبت پہنچ گئی۔ حتےٰ کہ آجکل فرقہ ہائے اسلام کا شمار کرنا مشکل ہے۔ گو حدیث شریف کی بناء پر کل میزان اسلامی فرقوں کی ۷۳ سے زائد نہیں۔ اور جو اس سے زائد ہیں وہ انہی ۷۳ کی شاخ در شاخ ہیں۔ ان میں سے بموجب حدیث شریف ناجی فرقہ صرف ایک ہی ہے یعنے جو (ما انا علیہ واصحابی) کا مصداق ہے۔

اب جب نظر غور سے دیکھا جائے۔ کہ اسقدر اسلامی فرقوں میں ناجی فرقہ کا وجود کہاں ہے۔ اور اس کے نشانات کیا ہیں۔ جواب یہی حاصل ہوتا ہے۔ کہ جو فرقہ

ahmadimuslim.de

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں جنگل مارنے والا ہے۔ اور بس۔ اہلحدیث اپنے آپ کو ہی ناجی فرقہ کا مصداق بتلاتے ہیں۔ مگر کل حزب بما لدیہم فرحون (کی رو سے یہ فرقہ بھی بچ نہیں سکتا۔ اچھا موجودہ زمانہ سے قطع نظر کر کے ہم تھوڑا سا پیچھے چلتے ہیں۔ تو محدثین کی باہمی رد و کو صاف بغض اور کینہ سے آلودہ پاتے ہیں۔ اور اگر مقلدین کا آپس میں اختلاف ہے۔ تو اہلحدیث بھی اس سے بری نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حافظ ابن قیم مع ملا... فی التراویح ۲۰ کی رکعت کو مجاز کرتے ہیں۔ اور بعض دیگر اہلحدیث بھی اور مولوی عبدالجبار مرحوم امرتسری بھی حافظ صاحب کے مقلد تھے جیسا مولوی صاحب مرحوم کے فتاویٰ سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح وقوع طلاق ثلاثہ وبعض دیگر مسائل میں اہلحدیث کا اختلاف ہے۔ نیل الاوطار مصنفہ امام شوکانی جو اہلحدیث کی ہائیکورٹ* ہے۔ اس میں بھی اکثر مسائل کا کوئی فیصلہ قطعی شدہ درج نہیں

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ صحاح ستہ مع دیگر کتب صحیح احادیث کے بھی بعض مسائل کے اختلافات کو جب دور نہیں کر سکتیں۔ تو صحیح فیصلہ اختلافی مسائل میں کیونکر ممکن ہو؟ بیشک قرآن شریف کا تو یہی حکم ناطق ہے۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (آج کل وجود مبارک صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود نہیں۔ صرف آپ کا کلام بصورت احادیث صحیحہ آپ کا قائم مقام ہے۔ مگر جب اس کے ماہرین بھی اکثر مسائل میں مختلف ہیں۔ تو نہایت سلامت طریق یہی ہے۔ کہ جس مسئلہ کی طرف زیادہ تر علماء اہلحدیث ہوں اسکو قبول کرنا چاہئے کیونکہ اختلاف مسائل جب صحابہ میں بھی تھا جنہوں نے تعلیم نبوی سینہ بسینہ حاصل کی تھی۔ تو پھر یہ اختلاف کسی طرح ختم نہیں ہو سکتا۔ ترمذی کی حدیث حسن کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اختلاف میری امت کا ایک رحمت ہے۔ قابل حجت نہیں رہتی۔ کیونکہ بعض آیات واحادیث محتمل بغایت ازحد کے مفہوم ہیں۔ اور بعض اہلحدیث کا یہ کہنا کہ بموجودگی نص قیاس حرام ہے۔ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ جب خالص نص میں ہی دو پہلو داخل ہوں۔ تو ایسے وقت میں سلف اور خلف میں اختلاف کا ہونا ایک امر ناگزیر ہے پس نتیجہ یہ حاصل ہوا۔ کہ قیاس صرف بعدم موجودگی نص ہی جائز نہیں بلکہ ایسے وقت بھی جائز ہے جب خاص کوئی نص ہی ایک سے زیادہ مفہوم رکھتی ہو۔ اس مضمون میں بالفعل اس قدر گنجائش نہیں۔ کہ اس قسم کی مثالیں پیش کی جاویں البتہ اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ اس مسئلہ پر زیادہ روشنی ڈالی جاوے گی۔ اس مضمون کو ایک عجیب چشم دید واقعہ سے ختم کرتا ہوں۔ اور چونکہ میرا علم کامل نہیں اس واسطے مولانا اڈیٹر صاحب اخبار اہلحدیث اس مسئلہ کو بنا بر آگاہی و ہدایت مجھ و من ناظرین صاف فرما کر موجب ثواب کثیر ہوں گے۔

لائلپور میں چند اہلحدیث ہیں اور ان میں سے قریباً ہر کسی کے پاس اس قدر ذخیرہ کتب دینی ہے کہ ایک اہلحدیث کے پاس نہیں ہوتا۔ ایک دن اتفاقاً بوجہ غیر حاضری اصلی امام کے ایک غیر صاحب نے امامت کرائی۔ اور دو اہلحدیث مقتدی تھے۔ امام نے ضالین کی ض کو مشابہ دال پڑھا۔ بعد نماز کے ایک اہلحدیث نے تو نماز کا اعادہ کیا۔ مگر دوسرے نے نہ کیا۔ راقم الحروف نے ہر دو صاحبوں سے دریافت کیا۔ کہ اس غلطی مخرج کے سبب اعادہ والی نماز لوٹانے پر کوئی آیت یا حدیث پیش کریں۔ یا قرون ثلاثہ کا عمل۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ سید نذیر حسین دہلوی مرحوم سے میں نے پوچھا ایسا کیا ہے دوسرے اہلحدیث صاحب نے کہا۔ کہ میری نماز تو ضالین کی ض کو ظ اور د دونوں طرح امام کے پڑھنے سے ہو جاتی ہے۔ اور مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم امرتسری اہلحدیث کو سنداً پیش کیا۔

خاکسار اب تک حیران ہے کہ یا اللہ! اگر اسلام میں اس قسم کی مشکلات کو جائز قرار دیا جاوے۔ تو کہیں جگہ نہیں ملتی۔ ہم کم علم تو تقلید و عدم تقلید کے دھندے سے فارغ ہونا چاہتے ہیں مگر اہلحدیث کو بھی اس مصیبت میں دیکھ کر رونا آتا ہے ابھی ذرا اور سنیں۔ سرگودہ میں ایک ہی مسجد ابھی تیار ہوئی ہے۔ ایک دن کوئی صاحب امامت پر کھڑے ہوئے تو انہوں نے ضالین کی ض کو مشابہ بہ ظ پڑھا۔ بعد فراغت نماز ایک صاحب نے جو حنفی مذہب کے مقلد تھے اپنی نماز کو دہرایا جب راقم الحروف نے ان سے دلیل طلب کی۔ تو فقہ کی بہت سی کتب کا حوالہ دیا۔ اور یہاں تک مبالغہ کیا۔ کہ ض کو ظ کے مشابہ پڑھنا کفر کے برابر کہدیا۔ اب کوئی تسکین دہ دلیل نہ تو لائلپور والے غیر مقلد نے مجھکو بتائی۔ اور نہ سرگودہ والے حنفی صاحب نے درحالیکہ لائلپوری غیر مقلد نے بہت دفعہ تقلید کی۔ جو مٹی خراب کی ہے۔ اسکو میں بخوبی جانتا ہوں۔ مگر اس مسئلہ میں خود تقلید میں سخت گرفتار ہے۔ باقی سرگودہ والے مقلد کا ذکر فضول ہے۔ وہ تو خود مقلد ہے۔ اڈیٹر صاحب! قرون ثلاثہ کا اسلام کیا ایسا ہی تھا اور کیا ابھی اسلام کو تبلیغ میں پیش کیا جاوے؟

(خاکسار ماسٹر غلام حیدر پنشنر خریدار اہلحدیث [illegible])

اڈیٹر۔ ماشاء اللہ آپ نے جس دلسوزی سے یہ مضمون لکھا ہے۔ قابل داد ہے۔ لیکن معاف فرمادیں۔ میں نے سمجھا نہیں کہ آپ فرماتے کیا ہیں؟ کوئی بات دریافت طلب یا کوئی مشکل قابل حل ہے۔ اگر یہ مراد ہے۔ کہ ما انا علیہ واصحابی سے کون فرقہ مراد ہے۔ تو اس کا ایک جواب تو پہلے لکھا گیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے۔ کہ موقع استدلال پر جس طریق سے حضور علیہ السلام نے صحابہ کو استدلال کرنا سکھایا۔ اور جس طریق سے صحابہ استدلال کرتے تھے یعنی محل اثبات مسائل اور موقع اختلاف میں قرآن و حدیث میں پیش کرتے تھے۔ جیسے انتخاب خلیفہ کے وقت ہوا تھا۔ یا اور کئی ایک مواقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ جو فرقہ اپنے استدلال کے موقع پر اسی طرح استدلال کر کے اثبات مدعا کرے گا۔ وہی فرقہ ناجی ہو گا۔ جسکا مطلب یہ ہے۔ کہ جو فرقہ

* ہائیکورٹ صوبہ کی انتہائی عدالت کا کام دیتی ہے۔ اہلحدیث کی انتہائی عدالت یا بالفاظ دیگر ہائیکورٹ مدینہ طیبہ میں ہے (اڈیٹر)

محض قرآن و حدیث کا اتباع کرے گا۔ وہ ناجی ہوگا۔ اور جو موقع استدلال پر کسی اور کی باتوں کو پیش کرے گا۔ وہ باقی فرقوں میں ہوگا۔ اب آپ کو اگر امتحان کرنا منظور ہے تو ہر ایک فریق کے عالم سے مسئلہ پوچھ کر آزما لیں۔ رہا لائلپوری اور سرگودھوی واقعہ سو اس کے ذمہ وار وہی لوگ ہیں جن کا یہ واقعہ ہے۔ البتہ لائلپوری غیر مقلد اپنے مفتی صاحب سے اس مسئلہ کی دلیل بھی پوچھ لیتے۔ تو آج اس مضمون میں انکو ضرب المثل نہ بنایا جاتا۔

ہاں حفیظ اسلام بالکل صاف اور سیدھا وہ ہے جو پہلی صدی میں مروج تھا۔ جس میں نہ تین تھے۔ نہ تیرہ۔ معلوم نہیں آج کل اس اسلام پر عمل کرنا کیوں مشکل ہے۔ جو پہلے آسان تھا۔ انا للہ

محدثین میں بیشک اختلاف تھا۔ اور ہے جو کوئی اختلاف کو مخالفت کی صورت سے مبدل کرے۔ وہ علم سے ناآشنا ہے۔ اخبار اہلحدیث کی ابتدا سے یہی آواز رہی ہے کہ جو نصوص میں ہم سب متفق ہیں فہم میں ہم الگ الگ۔ یہی معنے ہیں اوس حدیث کے جو صحیح بخاری سے کئی ایک دفعہ اتل ہوئی جس میں صحابہ کا (جنکو بنی قریظہ میں بھیجا تھا) عصر کی نماز کے متعلق اختلاف ہوا تھا۔ بعض نے راستے میں پڑھی اور کسی نے بنی قریظہ میں پہنچکر مگر حضور نے کسی پر عتاب نہ فرمایا۔

اس اختلاف میں نہ فرقہ بندی ہے نہ تفریق۔ بلکہ وہ اختلاف بعینہ اس اختلاف کا مصداق ہے۔ جس کی بابت کہا گیا ہے سہ

اگر اختلاف ان میں باہمدگر تھا۔
تو بالکل مدار اسکا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آیندہ تر تھا

یہ بھی ہو نج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہوئے گو تھا باغ گیتی

نعتیہ مطلع

میٹھا ہے عجب نام رسول عربی کا
ہر ایک لقب پیارا ہے اس خوش لقبی کا
ہے حکو نشہ سا غر صہبائے نبی کا
کیوں نام بھی لوں ہو نہ سبو شراب عنبی کا
اللہ کی طاعت ہے اطاعت شہ دیں کی
فرمان خدا ہے جو ہے فرمان نبی کا
خورشید بھی ہو مثل قمر آپ پہ قربان
فرمائیں محمد جو اشارہ طلبی کا
یارب ترا محبوب ہمارا بھی نبی ہے
اقرار ازل سے ہے یہ ہر ایک نبی کا
آدم کو بھی ہے فخر تری ذات سے مولے
کیا وصف بیاں ہو تری عالی نسبی کا
طے کر کے سموات بڑھے شاہ جو آگے
ہو سکنے سے تھا یہ سماں بوالعجبی کا
اندھے ہوں وہیں پر نگہ قہر نبی سے
بدبیں جو کبھی قصد کریں بے ادبی کا
دربار خدا میں بھی ہے مقبول صل علی کا
کامل نے قصیدہ جو پڑھا نعت نبی کا
(منشی غلام علی خاں کامل جونا گڈھی)

دریافت حدیث

مہربانی کر کے مندرجہ ذیل احادیث کا پتہ بتلا دیں۔ تاکہ تسلی و تشفی ہو۔ حدیث

عن عبد اللہ بن مغفل رض قال سمعت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یقول الا انبئکم برجل من کرفان بلد تکم ھذہ اومن کوفتکم ھذہ یکنی بابی حنیفۃ قد ملئی قلبہ علما و حکما۔ وسیھلک بہ قوم فی آخر الزمان الغالب علیھم التنافر یقال لھم البنانیۃ کما ھلکت الرفضۃ بابی بکر وعمر۔

حدیث عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالے عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی امتی رجل وفی الحدیث القصیر یکون فی امتی رجل اسمہ النعمان وکنیتہ ابو حنیفہ ھو سراج امتی ھو سراج امتی ھو سراج امتی ۔۱۲

(راقم العاصی بندہ فدوی منشی محمد یاسین عفا عنہ مقام کچہری سیدپور ضلع مالدہ)

اڈیٹر۔ پہلی حدیث کا پتہ نہیں۔ دوسری حدیث درمختار کے دیباچہ میں ہے۔ مگر ضعیف بلکہ موضوع وغلط۔ بہت سے علماء نے اس کی تردید کی ہے صاحب سفر السعادت مولانا عبدالحی وغیرہ نے بھی اس کی تغلیط کی ہے۔

مسلمانوں کی اخلاقی حالت

مکرمی جناب مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل شیر اسلام دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کے بعد براہ مہربانی مندرجہ ذیل اپنے اخبار اہلحدیث میں درج فرما کر مشکور فرمادیں۔ پہلے مضمون کی سرخی میں علماء واعظین کو متوجہ فرمادیں۔ کہ فدوی کو عرصہ ہیژدہ بیس سال سے اتفاق اکثر ہوتا رہتا ہے۔ جو بعض اضلاع میں گاہ گاہ جانا پڑتا ہے۔ اور عموماً اضلاع میں دیکھا گیا ہے۔ کہ اسلام کی اچھی طرح کوئی خبر نہیں ہے۔ مگر خصوصاً ضلع ملتان جھنگ۔ لائلپور۔ علاقہ چنیوٹ۔ منٹگمری۔ علاقہ پاکپٹن کے گرد کے علاقوں میں جو اقوام مسلمان باشندے ہیں اونکو اسلام کی پورے طور سے آ جانے خود بعض ضروری مسائل کی بھی بالکل خبر نہیں ہے۔ اور ان باشندوں میں جو علماء مسجدوں میں ہوتے ہیں۔ وہ صرف نفس پرور ہوتے ہیں۔ ان بیچاروں کو خود ان مسئلوں تک کی خبر نہیں ہے۔ اور لوگوں کو کیا کہیں۔ فدوی بطور مثال ایک تھوڑی جیسی مثال پیش کرتا ہے یعنے یہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی اکثر اپنے ہی گاؤں اور برادری میں کرتے ہیں۔ اور اس حالت میں شادی کرتے ہیں جب انکی عمر قریباً ۹ سے یا ۱۰ سال تک پہنچ جاتی ہے۔ اور جب وہ بیچاری بلوغت میں آتی

صوبائی کانفرنس علم و فضل ۱/۱ [illegible]

ہیں تو اکثر اُن کے خیال اچھے نہیں رہتے۔ اور پھر وہ کمینہ قوموں سے آشنائی پیدا کر کے اِدھر اُدھر چلی جاتی ہیں۔

یہ اُن لوگوں کی خاص رسم ہے۔ کہ جب نصف عمر ہو جائے۔ تو وہ شادی کی تجویز کرتے ہیں

مولانا صاحب عاجز اس تحریر کو دوبالا کرتا۔ مگر اکثر علماء میری تحریر ناقص پر شاید چین بر جبیں ہوں۔ اس واسطے ایسی تھوڑی تحریر کو پیش کر کے ملتمس ہوں۔ کہ آپ بھی علماء ردعظین کو خاص توجہ دلا دیں۔ اور ان لوگوں کو اس بدعت سے نکالکر خود بھی ثواب حاصل کریں۔ اور ان بیچاروں کو بھی نجات دلا دیں۔

(راقم عاجز رحمت شاہ خادم اسلام انکوڑیال)
ضلع گوجرانوالہ

اہلحدیث۔ ایسے لوگوں کو سزا دینا چاہئے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جو کوئی ۱۲ سالہ لڑکی کی شادی نہ کرے۔ جو خرابی پیدا ہو۔ اس کا وہ ذمہ وار ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی اہلہا

اما بعد۔ بخدمت جناب مولٰنا و بالفضل اولٰنا لائق الذکر فائق الفکر معتصم بحبل الودید متمسک بالسنۃ والتوحید محی السنۃ قامع البدعۃ ابو الوفا ثناء اللہ تعالٰی لا زالت شموس فیوضہم بازغۃ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ گزارش یہ ہے۔ کہ سطور مندرجہ ذیل کو از راہ مہربانی اپنے اخبار گہربار اہلحدیث کے کسی ایک گوشہ میں جگہ دیکر ممنون فرما دیں۔ اور آپ اور جناب مولوی ابراہیم صاحب فاضل سیالکوٹی اور جناب مولوی محمد ابو القاسم صاحب بنارسی خصوصاً اور دیگر علماء اہلحدیث عمت فیوضہم عموماً میرے استفسار ذیل کے جواب اخبار اہلحدیث میں عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ وہ یہ ہے کہ

علامہ صدیق بن حسن والئی بھوپال طاب اللہ ثراہ نے اپنی کتاب اقتراب الساعۃ مطبوعہ مطبع سعید المطابع بنارس کے صفحہ ۳۹ میں امارات متوسطہ قیامت کو نمبر وار بیان کرتے ہوئے نمبر ۱۵ میں لکھتے ہیں۔

(۱۵) مسجدوں کی محرابیں آراستہ کی جاویں۔ دل ویران ہوں۔ پھر نمبر ۱۶-۱۷-۱۸ تک بیان کر کے لکھتے ہیں کہ یہ سب نزدیک طبرانی کے ہے۔ ابن مسعود سے۔

اب دریافت طلب خاکسار کا یہ امر ہے۔ کہ (۱) یہ حدیث کیسی ہے (۲) اور محراب سے مراد کون محراب ہے آیا یہی محراب جو آجکل مسجدوں میں جانب قبلہ بنایا جاتا ہے۔ یا مثل محراب زکریا علیہ السلام مراد ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

(۳) اور زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مساجد میں آج کل کی طرح محراب بنایا جاتا تھا یا نہیں۔

یہ بھی عرض کہ دنیا صورت سے خالی نہیں سمجھتا ہوں۔ کہ وجہ اس استفسار کی یہ ہے۔ کہ میرے ناقص خیال میں اگر یہ حدیث صحیح۔ اور محراب سے مقصود یہی محراب ہو۔ اور زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی محراب بنایا جاتا ہو تب تو اس محراب وقت کو بدعت کہنا صحیح نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس حدیث سے تزئین محراب کی کراہیت ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ نفس محراب کی۔ ھذا ما ظہر لی سوا ہو صواب۔ علماء الحدیث ان یظہروا تحقیقاتہم

مکرر یہ کہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے جو اس بارہ میں ایک رسالہ موسومہ بہ اعلام الاریب فی بدعۃ المحاریب لکھا ہے۔ وہ کہاں سے ملتا ہے۔ اور اس میں انہوں نے کیا لکھا ہے۔ اگر کسی صاحب کو معلوم ہو۔ تو اطلاع بخشیں۔

اس رسالہ کے نام سے تو بظاہر بدعت معلوم ہوتی ہے۔ فقط

انا الراقم کسیر البال خفیف الحال ابو المحامد محمد اسرائیل الکرنجوی عفا عنہ اللہ الخالق القوی۔ المشتری الاہلحدیث ۳۶۰۲

جرمنوں کا غرور

شہنشاہ جرمنی کے خیالات اپنے ملک اور اپنی ذات کے متعلق حسب ذیل ہیں

(۱) ہم دنیا کی روح رواں ہیں۔ ہمکو لازم ہے۔ کہ اپنے آپکو اپنی عظیم الشان قسمت کے قابل ثابت کریں

(۲) صرف ایک ہی قانون ہے یعنی میرا قانون سو وہ قانون جسکو میں بذات خاص وضع کرتا ہوں۔

(۳) سب سے اچھا لفظ "حرب" ہے

(۴) طاقتور جرمن امن یورپ کا سہارا ہے۔ سمندر کی عظمت جرمنی کی عظمت سے وابستہ ہے۔

(۵) جرمن لوگ ایک حصن حصین ہونگے جن پر خداوند کریم دنیا میں تہذیب اور شائستگی پھیلانے کے کام کی تکمیل کر سکتا ہے

(۶) خدا پیشتر کی طرح اب بھی زندہ ہے۔ ہمارا سب سے بڑا رفیق بر سر حکومت ہے۔

(۷) خشک بارود کے لئے تیز تلوار کے لئے اس انجام کے لئے جو ہماری نظر میں ہے۔ اس طاقت کے لئے جس پر ہمکو فخر ہے۔ اور جرمن فوج و جرمن سلطان کے لئے نعرہ خوشی

(۸) اہل جرمنی کی نئی انجیل جنرل برناڈی کی کتاب ہے

(۹) صلح کی آرزو میں جرمنی کی روح کو زہر آلودہ کر دینے کی دھمکی دیتی ہیں

(۱۰) ہر جرمن کا پہلا اور نہایت ہی ضروری فرض ہے کہ جنگ کے لئے اس پیمانے پر تیار ہو جو اس کی پولیٹکل ضروریات کا ہم پلہ ہو۔

(۱۱) طاقت ہی بلا توقف اعلیٰ استحقاق ہے۔ اور اس کشمکش کا فیصلہ کہ حق کیا ہے جنگ پر منحصر ہے

(۱۲) جنگ عام طور پر قوموں کی زندگی کا کوئی ضروری عنصر نہیں ہے۔ بلکہ تعلیم کا ایک لازمی نتیجہ ہے جس میں ایک اعلیٰ مہذب قوم کی حالت اور زندگی کا اظہار ہوتا ہے

(۱۳) درحقیقت سٹریٹجی روحانی پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے جنگ کے سوا کوئی دوسرا صحیح عنصر ترقی نہیں ہے

(۱۴) جنگ زندگی کے لئے اول درجہ کی ضروری چیز ہے

(۱۵) وحشیانہ واقعات جو حالت جنگ میں ناگزیر ہیں سستی اور کاہلی کو دور کر دیتے ہیں۔

(۱۶) ہم جو کچھ چاہتے ہیں۔ وہ ہم کو بمقابلہ غنیم کی اعلیٰ فوج اور دول کے خواہ ہمکو جنگ کرنا اور فتح حاصل کرنا ہے

(۱۷) اس موقع پر ہمارا نصب العین صرف دو باتوں پر منحصر ہے یا دنیا بھر پر حکومت کرنا یا فنا ہو جانا۔ تیسری کوئی نہیں۔

(ماخوذ الضیاء ۲۸ ۱۱/۱۴ صفحہ ۳)

ضرورت وید۔ [illegible] منیجر

مولانا صاحب کی عدم موجودگی کے باعث اس دفعہ فتوے نہیں لکھے گئے۔ منیجر

متفرقات

تعاقب فتوے } سوال نمبر ۵ بابت نماز قصر مندرجہ تاریخ ۷ صفر المظفر ۳۳ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۱۴ء

تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔ سفر میں قصر نماز کے جواز میں امت کا اجماع واقع ہوا ہے۔ البتہ اتمام کے جواز میں اختلاف ہے جمہور اس طرف گئے ہیں۔ کہ قصر کرنا واجب ہے۔ اور یہی مذہب حضرات عمر۔ علی اور ابن عمر اور جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اور اسی کے قائل حسن اور عمر بن عبد العزیز اور قتادہ ہیں اور یہی قول امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور ایک جماعت پوری پڑھنے کے جواز کی قائل ہے۔ جیسا کہ عثمان اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما اور اسی کے قائل امام شافعی رح ہیں۔ ان کے نزدیک چاہے پوری پڑھی جائے چاہے قصر کرے۔ لیکن قصر افضل ہے روضۃ شرح صراحین میں ہے۔ مذهب الاکثرین ان القصر واجب وقال الشافعی ان شاء اتم وان شاء قصر والقصر افضل۔ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ قصر واجب ہے۔ اور امام شافعی جو فرماتے ہیں۔ خواہ تمام کرے خواہ قصر کرے۔ لیکن قصر افضل ہے۔

(راقم علی محمد عفی عنہ مدرس اڈلہ میانہ)

دار العلوم اہلحدیث } مولانا۔ السلام علیکم۔ اخبار اہلحدیث مجریہ ۵ دسمبر میں مولوی عبد الحمید صاحب آزادی کا مضمون دیکھا۔ میرا بھی مدت سے یہی خیال تھا۔ جماعت اہلحدیث کا دار العلوم ہونا چاہئے۔ اور دوسرے مدارس اس کے ماتحت ہوں۔ دار العلوم کے لئے دہلی موزون جگہ ہے۔ اور میاں صاحب کے مدرسہ میں اس دار العلوم کی بنیاد قائم ہو سکتی ہے۔ اس کا اگر انتظام کیا جاوے۔ تو میں ہر ماہ ایک روپیہ اس مد میں دینا قبول کرتا ہوں۔ میری رائے ہے کہ اس دار العلوم کا نام جامع نذیریہ رکھا جائے۔ اس کے لئے کارروائی جلد ہونی چاہئے۔

افسوس ہے کہ اہلحدیث کانفرنس بہت سست کام کرتی ہے۔ گذشتہ جلسہ کی رپورٹ ابھی تک شائع نہیں کی گئی+۔ قومی کام ایسی لاپروائی سے پورے نہیں ہوتے۔

(خاکسار محمد عبد العزیز عفی عنہ نائب تحصیلدار گوندیا)

کتاب حکم الکتاب } وغیرہ کا جو اشتہار اہلحدیث میں دیا گیا تھا۔ وہ اب قریب اختتام ہیں۔ باقی چند نسخے رہ گئے ہیں۔ لہذا جو احباب منگانا چاہیں۔ جلدی منگا لیں اور رسالہ رد تقلید مسمی احسن المقیاس فی تقدم الحدیث علی القیاس ہمارے پاس بہت ہے۔ پس جو صاحب حکم الکتاب منگائیں گے۔ تو اس کے ختم ہونے پر رسالہ مذکور جو کہ ۳ کے ٹکٹ ہیں ۔ عدد آ سکتے ہیں۔ بسم باقی امر کے ٹکٹ بھیج دیا جاویگا۔ پس جلدی منگا لیں اور رہائیۃ واضح لفظوں میں تحریر کریں۔ بعض احباب کا پتہ صاف خط میں نہ ہونے کے باعث پیکٹ ارسال کیا ہوا ہمارے پاس آ گیا ہے۔

(خاکسار محمد ولد مولوی حافظ قادر بخش از چاہ خلیل والا ڈاکخانہ شجاع آباد ضلع ملتان)

درخواست } میرا لڑکا جس کی عمر تخمیناً سولہ سترہ سال ہے۔ بعارضہ مرض طحال و ورم عرصہ دراز سے یعنی تقریباً دس سال سے بیمار ہے۔ ہر چند علاج کیا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور علاوہ طحال ورمی کے قبض بھی دائمی ہے۔ اور بکا نہ کسی ایک وقت پر نہیں ہوتا۔ لہذا ناظرین اخبار اہلحدیث کی خدمت میں عرض ہے کہ کسی صاحب کو کوئی نسخہ مجرب طحال ورمی کا معلوم ہو۔ تو بذریعہ اخبار اہلحدیث اطلاع بخشیں۔

(پیر حضرت شاہ از کوٹ کلو)

طبی سوال - میرے ایک دوست کو احتلام کی شکایت ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ مجھے ہر روز بلا ناغہ رات کو ہو جایا کرتا ہے۔ اب وہ اس بیماری سے بہت تنگ آ گیا ہے۔ اور زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے منصوبے باندھتا ہے۔ اس لئے التماس ہے۔ کہ چونکہ وہ غریب مسکین مسلمان ہے۔ اگر کسی صاحب کو کوئی نسخہ تیر بہدف معلوم ہو۔ تو اخبار اہلحدیث میں تحریر فرما دیں۔ نہایت مہربانی ہوگی۔ اس کی عمر ۱۹ سال ہے جماعت تھرڈ مڈل سکول میں تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اور جذبات ہمدردی سے لبریز ہے۔

(راقم محمد الدین فارمین ملتان چھاؤنی)

طلب دوا - میرے ایک عزیز بوجہ بیماری سرسام کے گونگا ہو گیا تھا لیکن بعد تندرست ہونے کے پھر گویا۔ زبان کھولی ہے۔ پورے طور پر بات کرنے پر قادر نہیں بات صاف کہتا ہے۔ لیکن کہنے میں زور لگتا ہے۔ کسی چیز وغیرہ کو پکڑتے وقت اس کے ہاتھ پیر کانپتے ہیں کسی کے پاس ایسی دوا ہو۔ یا کسی کو اس کا نسخہ معلوم ہو۔ تو مہربانی کر کے بذریعہ اخبار اہلحدیث اطلاع دیں

(محمد اسمعیل عفی عنہ خریدار اخبار نمبر ۳۳۲۱)

قومی ماتم

مسلمانوں کے بڑے اہل علم میں سے مولانا شبلی مرحوم کے انتقال کے بعد مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی تھے۔ آپ نے شاعری میں جو جدت پیدا کی وہ کسی سے مخفی نہیں۔ آپ نے مسدس میں توحید و سنت کی تائید اور شرک و بدعت کی تردید حسب خوبی و خوش اسلوبی سے کی ہے۔ اس کے لحاظ سے اہلحدیث مرحوم مغفور کے لئے دعا کرتا ہے۔

۳۰-۳۱ دسمبر کی درمیانی رات کو ایک طویل علالت کے بعد ۸۰ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا انا للہ۔

امید ہے ناظرین مغفور و مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرینگے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ

الادب العربی - صرف و نحو عربی کو اتنی آسان طرز سے لکھا ہے۔ کہ اردو خواں طالب علم بھی مطلب سمجھ لے۔ اور کامیاب ہو سکے۔ نامی گرامی علماء نے پسند کیا ہے ۶ ۔ مینیجر

+ رپورٹ عنقریب شائع ہوگی اور دیر کی وجہ بھی اوسی میں مرقوم ہوگی جو اپنی معقولیت کی وجہ سے مقبول ہوگی انشاء اللہ (اڈیٹر)

ahmadimuslim.de

انتخاب الاخبار

گذشتہ ہفتہ کی اہم بحری ہوائی جنگی خبر یہ ہے۔ کہ عدد انگریزی ہوائی جہازوں نے ۲۵ دسمبر کو بمقام کرسمس ہگس ہیون (جرمنی) کے جرمن بیڑے پر حملہ کیا ہگس ہیون۔ ساحل بحر شمالی پر جرمنی کی مورچہ اور مضبوط بندرگاہ ہے۔

انگریزی بحری ہوائی جہازوں کی حفاظت اور مدد کے لئے ایک ہلکا کروزر (جنگی جہاز) متعدد تباہ کن کشتیاں اور آبدوز کشتیاں بھی روانہ کی گئی تھیں

ان کے مقابلہ کے لئے جرمنی دو زیپلین (ہوائی جہاز) چار ہوائی آبی جہاز اور کئی آبدوز کشتیاں مقابلہ کو بڑھیں

انگریزی جنگی جہاز اپنی تیز رفتاری کے باعث جرمن آبدوز کشتیوں کی زد سے بچتے رہے

دو انگریزی جنگی کشتیوں کی توپوں نے جرمنی کے ہوائی جہازوں کو بھگا دیا۔

انگریزی جہاز تین گھنٹہ جرمن ساحل پر گولہ باری کر کے واپس چلے آئے

ان سات بحری ہوائی جہازوں میں سے ایک کو دشمنوں نے تباہ کر ڈالا۔ اس لئے اس کے ہوا باز کا علم نہیں کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ دو بحری ہوائی جہاز ڈوب گئے۔ اور اس کے ہوا بازوں کو آبدوز کشتیوں نے بچا لیا۔

جرمنوں کے ایک غبارہ نما ہوائی جہاز نے شہر نینسی (فرانس) میں دس بم گرائے۔

اس کے جواب میں فرانسیسیوں کے ہوائی جہازوں نے فرلیکائی کے زیپلنوں کے خط اور میز کے اسٹیشن اور بارکوں پر گولے گرائے۔

سات جرمن ہوائی جہازوں نے ڈنکرک میں نصف گھنٹہ تک بم پھینکے۔ سپاہ نے فائر کئے۔ مگر وہ بچ کر نکل گئے۔

ایک فرانسیسی آبدوز کشتی کو جسے آسٹریا کی جہاز زبولا نے غرق کر دیا تھا۔ اسے پھر تیرا لیا گیا ہے۔ چھ لاشیں اس کے اندر سے ملیں۔

انگریزی جنگی جہاز اسکولڈنے العریش کے قریب ترکی سپاہ پر گولہ باری کی

وزیر ہند کی طرف سے حضور وائسرائے کو جو تار ملا ہے اس میں لکھا ہے۔ کہ شمال السیس میں جنگ کا نتیجہ فرانس کے خاطر خواہ نکلا جس نے اب اسٹینباخ کا محنتی سے محاصرہ کر لیا ہے۔

مشرق میں روسی بزورا میں جرمنوں کا بدستور سدِّ راہ ہیں۔ ساتھ ہی مغربی گلیشیہ اور کارپیتھین میں آسٹریوں کو پیچھے دھکیل رہے ہیں

روسیوں کا دعوے ہے۔ کہ انہوں نے ۵۰ ہزار آسٹریائی فوج گرفتار کی ہے۔

روسیوں کا بیان ہے۔ کہ اس ہفتہ کی جنگ میں پولینڈ میں جرمنوں کا ہولناک نقصان جان ہوا۔

روسیوں کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے ساری کیمش کے معرکہ میں قریب قریب سخت شکست دی ہے۔

روسیوں کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے درخوتی پر حملہ کر کے ایک جرنیل اور ۱۲ سو ۲۰ سپاہی گرفتار کر لئے

اٹلی کے ایک اخبار نے لکھا ہے۔ کہ ترکوں کی مصر پر حملہ کرنے والی فوج مقامات لوزان اور انحل تک جو نہر سویز سے ۱۵ اور ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہیں پہنچ کر رک گئی ہے۔ کیونکہ پانی دستیاب نہیں ہوا

لنڈن میں تمام راہروؤں کو ہدایت کی گئی ہے کہ جب وہ گولوں کی آواز سنیں تو چھتوں یا دیواروں کی آڑ میں ہو جائیں۔

پیرس کی سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ متحدہ افواج سٹین باک میں داخل ہو گئی ہیں

آسٹریوں کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے چار روز کی لڑائی کے بعد پھر درہ الیوک پر قبضہ کر لیا ہے۔

جرمنوں نے اس ہفتہ پھر وارسا کے قریب مقام سوچا زو پر ۴۰ بم گرائے۔

اٹلی کی خبر ہے۔ کہ البانیہ میں اسد پاشا کے خلاف شدید انقلاب کی تحریک پیدا ہو گئی ہے۔ لوگوں نے اس کے محل اور تمام جائداد کو تباہ کر ڈالا ہے

اٹلی کا سفیر امریکہ میں کثیر التعداد گھوڑے اور غلہ خرید رہا ہے۔ اس نے بیان کیا ہے۔ کہ اٹلی کا ارادہ ہے۔ کہ جنگ کے اختتام تک اس کے پاس بیس لاکھ فوج ہو جائے

گذشتہ ہفتہ کانفرنسوں کے اجلاس کا ہفتہ تھا۔ نیشنل کانگریس کا اجلاس مدراس میں۔ اور علیگڈھ کی تعلیمی کانفرنس کا اجلاس راولپنڈی میں اور پنجاب ہندو کانفرنس کا اجلاس فیروزپور میں ہوا۔

مشہور جہاز ایمڈن کا کپتان مسٹر وان مولر انگلستان میں پہنچ گیا۔ اور اسے نظر بند کر دیا گیا۔ انگلستان میں اس کی آمد پوشیدہ رکھی گئی تھی۔

روسی بیان ہے۔ کہ ہم نے تو ذہنگ روسی علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ ترکوں کے دستہ فوج کے ساتھ ساری کامش کے پاس لڑائی کی۔ ترکوں کا ایک نہایت سخت سنگینوں کا حملہ سو کومراد اور خراسون کی طرف سنگینوں کے جوابی حملہ سے پسپا کیا گیا۔

قسطنطنیہ میں نیشنلسٹ تحریک کا اندیشہ

لنڈن کی خبر ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں عام طور پر مایوسی اور ناراضگی پیدا ہو رہی ہے جس سے جرمن حلقوں میں بے چینی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور انہیں اندیشہ ہے۔ کہ ترکوں کی نیشنلسٹ تحریک ٹرکی کے متعلق ہمارے منصوبوں پر پانی پھیر دے۔

علاقہ شام کے پناہگزین۔ لنڈن کی خبر ہے کہ گورنمنٹ عثمانیہ نے امریکن کروزر ٹینیسی کو اجازت دے دی ہے۔ کہ مختلف اقوام کے ۵۰۰ پناہ گزینوں کو یافہ سے اسکندریہ میں لے جائے۔

جرمن جاسوس عورتیں گولی سے مار دی گئیں

پیرس سے خبر آئی ہے۔ کہ تین جرمن جاسوس عورتیں جو گذشتہ ایکماہ کے عرصہ سے فرانسیسی میدان جنگ میں نہایت کامیابی سے کام کرتی رہی ہیں گرفتار اور کورٹ مارشل کی گئی ہیں۔ انہوں نے فرانسیسی توپچیوں کا راز جرمنوں کو افشا کیا۔ اور میدان جنگ میں مردوں کا مال لوٹا ہے۔ اور یہ فرانسیسی افواج کی پوزیشن جرمنوں کو تاریک لائٹوں سے اشارہ کر کے بتلا دیتی رہی ہیں ان تینوں کو گولی سے مار دیا گیا

ضرورت رشتہ - [illegible]

رجسٹری شدہ

افوض امری الی اللہ فھو حسبہ

رجسٹری شدہ

قدرتی تیل

ایجاد کردہ جناب والد حکیم مولانا حافظ حاجی ابو الفیاض محمد عبد القادر صاحب مرحوم

یہ سرخ رنگ کا تیل مشک کی طرح خوشبودار ۱۳۰۲ھ میں تیار ہو کر آج دور دراز ملکوں شمال مشرق سرحد آسام ۔ چاٹگام ۔ حیدرآباد ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ پنجاب میں شائع ہو کر بکثرت لوگوں کو اپنا گرویدہ اور معتقد بنا رہا ہے ۔ جو لوگ ایک مرتبہ اسکو استعمال کرتے ہیں علی الدوام اس کے قدردان ہو جاتے ہیں ۔ اسی بنا پر جناب میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ بذریعہ اخبار پبلک میں ظاہر کروں کیونکہ اس میں اپنا و ہر خاص و عام کا فائدہ ہے ۔ لہذا میں معزز ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ اسکو آزما دیں اگر مفید ثابت ہو تو بندہ کیلئے دعاء خیر اور تیل کی عزت افزائی فرما دیں ۔ یہ تیل علاوہ خوشبو کے بہت بیماریوں میں از حد فائدہ مند ہے یہی وجہ اس کی شہرت اور ترقی کی ہے ۔ بیماریاں یہ ہیں ۔ درد سر ۔ بدن و جوڑوں میں درد ویسے ہو یا خواہ ریاح یا اور کسی وجہ سے ۔ فالج ۔ لقوہ ۔ کھنچیہ (بادی) ذات الجنب ۔ پسلی کا درد ۔ نمونیا ۔ درد کمر ۔ درد گردہ ۔ درد سینہ ۔ درد پشت ۔ ورم جگر ۔ ورم طحال (تلی پلیہی) درد اور سختی معدہ و اعصاب ۔ بائی گولہ قبض ۔ درد پائے ۔ عرق النساء ۔ رعشہ ۔ دانت کا درد ۔ آنکھ کا درد یا سرخی ۔ اور پانی جاری ہونا ۔ ورم مسوڑھا ۔ ناکڑا ۔ درد کان نزلہ ۔ زکام ۔ کالی اور بلغمی کھانسی ۔ دمہ ۔ بلوغی ۔ لرزہ بخار ۔ طاعون ۔ گلٹی اور اسکا اثر ۔ ہیضہ میں ہاتھ پاؤں کا کھینچ تان (تشنج) ضعف مثانہ و گردہ و ذیابیطس دبار بار پیشاب آنا یا قطرہ گرنا ۔ چھوٹے بچوں کی ماں کی کمزوری عورتوں کو درد کے وقت یا بعد میں تکلیف پرسوت وغیرہ ۔ ہر چیز سے کٹنے کا زخم ہر طرح کی چوٹ و مار آگ یا کسی چیز سے جلنے کی سوزش ۔ زہردار جانور کا ڈنک ۔ خارش ۔ پھوڑا پھنسی وغیرہ وغیرہ ۔ ماسوا اس کے عام طور پر ہر جگہ کے درد اور ورم اور سختی پر استعمال کیا جاتا ہے ۔ یہ تیل سردی اور ریاح کا سخت دشمن ہے بعض لوگ نزلہ زکام اور سردی وغیرہ موذی امراض سے بچنے کیلئے اسکو برابر استعمال کرتے ہیں خصوصاً طاعون اور دبائی ایام میں اسکو بکثرت لگاتے ہیں یہ سب باتیں بذریعہ تجربہ کے تسلیم ہوئی ہیں ۔ ہمارے معزز ناظرین اسکو مبالغہ الخیال نہ کریں بفضلہ تعالیٰ از حد مستفید ہوں گے ۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ ہر طرح آزمائیں ۔ یہ حقیقت میں ایجاد قدیمی کمال ہے ۔

قیمت فی سیر چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک ۔ نوٹ ۔ ایک پاؤ سے کم روانہ نہیں ہوگا ۔ ایجنسی کے واسطے بذریعہ خطوط تصفیہ کرلیں ۔

ملنے کا پتہ :۔ حکیم مولوی محمد نذیر انچارج ۔ پی ڈاکخانہ دار الصحت ۔ میدہ کل ۔ آسنسول ۔

تیرھویں صدی ہجری کے مجدد

یعنی حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی کے حالات و کتوبات مرتبہ مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری جو باتباع سنت حضرت سرور کائنات محض امی تھے ۔ لیکن جنکو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی نہایت نصیب تھی ۔ جنکو غیب سے خوان نعمت ملا کرتے تھے ۔ جن کی سواری کے جانور حرام غذا نہ کھاتے تھے ۔ جب نواب امیر علیخاں والی ٹونک کی فوج میں ملازم تھے یہی کام کرتے تھے انگریزی سپاہ کا تعرض آپکے ہمراہ دشمن کے دستے میں آ گیا اور جنگ سے تائب ہو گیا جن کے دشمن آپکو قتل کرنے آتے تھے ۔ تو مرید و دست بیعت ہو جاتے جن کے خدام کو ہمیشہ غیب سے فتح ملا کرتا تھا جنکی دعا سے شہید عالم ہوا میں خود حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت پاکر فیض ہوتا تھا جن کی دعا سے دولت مند شیار اور کیمیا ساز تائب ہو کر نیکوکار ہو گئے جو جوق در جوق آتے راستہ میں انگریز دیکھ اسکو حضرت کی جنگی حالت دیکھ بڑے بڑے ہوشیار مجنون ہو گئے جن کے عجیب و غریب حالات دیکھو ہر طالب کا دل سیراب ہوا ۔ غرض اس بزرگ کے حالات دکھ کر ہر شخص کے پڑھنے میں موجود ہیں کتاب دیکھکر ملاحظہ فرماویں قیمت ۱۲ مجلد ۸

ملنے کا پتہ ۔ منیجر صوفی پنڈی بہاؤ الدین (گجرات پنجاب)

شفاخانہ لونامل گوجرانوالہ کے مجربات

حبوب دافع جریان واحتلام

ان حبوب سے لاعلاج کثرت احتلام دور ہو جاتا ہے ضعف دماغ اور سرعت کو دفع کرنے کے علاوہ منی کے بڑھانے کے اور گاڑھا کرنے میں ان سے بہتر کوئی دوا نہیں

قیمت - - - - عمر

طلا ۔ اسکے استعمال سے وہ امراض جو کہ جوانی کی بے اعتنائیوں سے پیدا ہوتے ہیں ۱۴ دن کے اندر دور ہو جاتے ہیں ۔ اور عضو مخصوص اصلی حالت پر آ جاتا ہے اس کے استعمال سے فربہی ۔ درازی ۔ اور قوت مردمی حسب دلخواہ پیدا ہوتی ہے ۔ قیمت صرف ۱۲

تپ لرزہ ۔ اس دوائی سے تپ لرزہ خواہ کیسا ہی پرانا اور سخت کیوں نہ ہو ۔ دو تین دفعہ کے استعمال سے دور ہو جاتا ہے ۔ قیمت ۱۲

شربت دافع بواسیر خونی

بواسیر خونی کو دفع کرنے میں اکسیر و مجرب ہے فی بوتل عہ

منیجر شفاخانہ چشمہ چوک گوجرانوالہ

شائقو! دوڑو جلد خبر لو

نعمت ہر دو جہان حاصل کرو

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی قیمت میں

تخفیف و رعایت

یکم صفر سے آخر ربیع الاول ۱۳۴۳ھ تک

صحیح بخاری مترجم حنا شدہ ہشت پارہ اصلی قیمت للعہ ۔ رعایتی قیمت مجلد کی عہ بلا جلد عا

پارہ اول صحیح مسلم مترجم حنا شدہ ۔ یہ بھی اسی پایہ کی کتاب ہے ۔ اصلی قیمت ۵ ر رعایتی ۲

زہد الانسان منظوم مصنفہ مولوی عبد الحی صاحب ساکن ضلع کلاس اصلی قیمت ۴ ر رعایتی ۲ ر

پس اب مسلمانوں کو مناسب ہے کہ درخواستیں بھیجکر کتابیں منگوالیں ۔ کتابیں بذریعہ وی پی پیکٹ ارسال ہونگی ۔ محصول ڈاک وغیرہ ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا

المشتہر نور محمد عبد الرحمن تاجران کتب دینیہ فیروزپور دروازہ ملتانی

موصیائی ½ ۱

یہ موصیائی خون پیدا کرتی اور قوت باہ کو بڑھاتی ہے۔ ابتدائی سل۔ دق۔ دمہ۔ کھانسی۔ ریزش۔ اور کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے۔ جریان یا کسی اور وجہ سے جن کی کمر میں درد ہو۔ ان کے لیے اکسیر ہے۔ دو یا چار دن میں درد موقوف ہو جاتا ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہے۔ بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے۔ دماغ کو طاقت بخشنا اسکا معمولی کرشمہ ہے بلکہ جماع استعمال کرنے سے پہلی طاقت بحال رہتی ہے۔ چوٹ کے درد کو موقوف کرتی ہے۔ مرد۔ عورت۔ بوڑھے۔ بچے جوان کے لیے یکساں مفید ہے۔ ہر موسم میں استعمال کی جا سکتی ہے۔ ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی

قیمت

فی چھٹانک عہ/ دو چھٹانک ۲ پانچ چھٹانک ۶ مع محصولڈاک وغیرہ
غیر ممالک سے محصول علاوہ

تازہ شہادات

جناب احمد بارسی کلکتہ سے رقمطراز ہیں۔ میں نے گذشتہ سال ایک چھٹانک موصیائی منگوائی تھی جس سے خدا کے فضل سے بہت فائدہ ہوا مہربانی فرما کر بہت جلد ایک چھٹانک موصیائی وی پی ارسال فرمادیں (۵ نومبر ۱۹۱۴ء)

جناب صاحبزادہ صاحب موضع جگر ضلع بستی سے لکھتے ہیں۔ آپکی موصیائی فی الحقیقت لاجواب قابل قدر ہے۔ مہربانی کر کے ایک چھٹانک مولانا عبدالستار صاحب ناظم مدرسہ اسلامیہ ... کے نام بھیجدیں۔ (۱۲ نومبر ۱۹۱۴ء)

ملنے کا پتہ

پروپرائٹر دی میڈیسن ایجنسی کٹرہ قلعہ امرتسر

تیرھویں صدی ہجری کے مجدد

یعنی

حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے پیشوا حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلویؒ کے نادر حالات۔ واقعات۔ اور مکتوبات۔ مرتبہ مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری۔ جس میں مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحئی صاحب کے مفید سراپا نصیحت و حالات و واقعات بھی مندرج ہیں۔ قابل قدر کتاب کی اصلی قیمت دو روپے رعایتی عہ

حمائل شریف معرا کی نہایت خوشخط۔ عمدہ کاغذ۔ کھلائی چھپائی نفیس۔ لفظ بلفظ علیحدہ۔ شروع میں قرآن مجید کے جملہ مضامین کی فہرست بحروف تہجی اردو میں دیگئی ہے۔ اخیر میں سورتوں سیپاروں۔ رکوع۔ آیات کے اعداد و شمار درج ہیں سفر و حضر دونوں میں کار آمد۔ بڑھے۔ بچوں۔ عورتوں کے لئے خصوصاً مفید رعایتی قیمت مع محصول عہ

سفری جیبی حمائل شریف مترجم کی یہ حمائل شریف کا پاکٹ سائز ہے۔ نہایت خوشخط۔ صحیح ترجمہ۔ عمدہ ہے۔ ملک میں عام طور پر پسند کی گئی ہے۔ جلد چرمی خوشنما مع محصول عہ

لغات القرآن کی اس میں قرآن شریف کے جملہ الفاظ کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کر کے ہر ایک لفظ کے ساتھ اس کے معانی و مصادر۔ ماخذ۔ مجرد۔ درج ہیں۔ مزید استفادہ کے لیے اس کے شروع میں مختصر طور پر عربی گرامر کے قواعد بھی بتادئے ہیں تاکہ مبتدی کو الفاظ قرآن کے معانی سمجھنے میں آسانی ہو۔ غرض اس کے مطالعہ سے ایک اردو دان قرآن مجید کے معانی و مطالب سے کامل واقفیت حاصل کر سکتا ہے علاوہ محصول عہ

انسان کامل کی عارف باللہ سید عبدالکریم صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الانسان کامل کا سلیس بامحاورہ ترجمہ مع مختصر تذکرہ مصنف۔ اس میں تصوف کے تمام اصول و فروع و اصطلاحات کی پوری تشریح موجود ہے۔ احدیت و وحدیت عما۔ قلب، روح، کرسی، عرش، آسمان، فرشتگان، لوح، قلم، وغیرہ کے معانی و اسرار کا نہایت شرح وبسط سے ذکر ہے۔ قیمت ہر دو جلد اصلی چار روپے (للعہ) رعایتی مع محصول دو روپے دو آنے

ملنے کا پتہ

منشی مولا بخش کشتہ امرتسر ڈھاب کھٹیکاں